مظلوم دا صدقه صلیٰ الله ایمان رهیا قرآن رهیا

ارمان رهیا

بابا نثارؔ حسین حیدری

چند متخب نوحے

مولف: غلام عباس سوپاری والا

نثارؔ ثانیِ زہراؑ کی یہ عنایت ہے
تو متخب ہوا شبیرؑ کی ثناء کے لئے

نثاؔر حسین حیدری

بشیر حسین اسدی فضل حسین اسد

یہ وہ تین شخصیات ہیں کہ جن کا کام کم از کم پچھلی سات دہائیوں سے ماتمی اور نوحہ خوانوں کیلئے حرفِ آخر کی حثیت رکھتا ہے۔

عرضِ مولف:

جناب فقیر نصیب دین شاہ صاحب؛ آپ کا بہت شکریہ، آپ کے تعاون کے بغیر بابا نثاؔر کے کلام کی تدوین ممکن نہ ہوتی ۔ اس کتاب کی تالیف میں نصیب شاہ صاحب کے علاوہ نوحہ خواں سنگتیں نثاؔر پارٹی (یوٹیوب کے ذریعے)، ناظم پارٹی اور ناصر اصغر پارٹی (انجمن شباب المومنین) کے پڑھے ہوئے نوحے بھی کافی مددگار ثابت ہوئے۔

اس کتاب کو کسی بھی طرح بابا نثاؔر کا مجموعہ کلام نہ سمجھا جائے۔ یہ صرف چند منتخب نوحے ہیں جو مختلف نوحہ خواں سنگتوں میں مقبول ہیں۔

تمام پڑھنے والوں سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں جو غلطیاں رہ گئی ہیں اس کی اصلاح فرمادیں۔

والسلام

غلام عباس سوپاری والا اگست ۲۰۲۰ء

gabbas2958@gmail.com

ضیائے خونِ شہیداں

ضیائے خونِ شہیداں کی دل کشی زینبؑ
حسینیت کے چراغوں کی روشنی زینبؑ

نہ سیلِ اشک روکا زندگی تمام ہوئی
نہ روئی عونؑ و محمدؑ پر کبھی زینبؑ

کیا وہ راہ میں برتاؤ کلمہ گویوں نے
کہ گویا تھی نہ نواسی رسولؐ کی زینبؑ

عزائے شاہؑ میں ہی زندگی تمام ہوئی
نہ عونؑ و محمدؑ کو رو سکی زینبؑ

علیؑ کے لال کا لاشہ تڑپ اٹھا اُس دم
تمہارے بازو میں جس دم رسن نبدھی زینبؑ

کسی نے مارا جو پتھر تو چپ رہی لیکن
کہا جو باغی کسی نے تو رو پڑی زینبؑ

ضیائے خونِ۔۔۔۔

لہو میں ڈوبی ہوئی بیڑیاں مہاری کی
سفر میں تھام کے دل دیکھتی رہی زینبؑ

حسینؑ چُور تھے زخموں سے پھر بھی اُٹھ بیٹھے
کہا جو شمر نے خیمے سے آ گئی زینبؑ

حجاب میں بھی جہاں سے گزرنا مشکل تھا
وہاں پہ کیسے کھلے سر کھڑی رہی زینبؑ

حسینیت کو بقا اس لئے نثارؔ ملی
یزیدیت کے مقابل نہیں جھکی زینبؑ

جس طرح زہراؑ دے گھر بربادیاں آئیاں نثارؔ
آن نہ یارب کسے دے گھر تے اینج بربادیاں

فہرست

پہلا باب: دیباچائے کربلا

باب نمبر ۱۔۱: ہائے بعدِ مصطفےٰؐ

باب نمبر ۲۔۱: ہارونِ مصطفےٰؐ

فہرست بمطابق حروفِ تہجی صفحہ نمبر ۱۱ پر دی گئی ہے۔

باب نمبر ۳۔۱: پیکاں برس رہے ہیں

دوسرا باب: کربلا

باب نمبر ۱۔۲ : بیمارِ مدینہ

باب نمبر ۲۔۲ : دشتِ ویران اور اذانِ علی اکبرؑ

باب نمبر ۳۔۲ : شہدائے بنو ہاشم

باب نمبر ۴۔۲ : یثرب کا مسافر سو گیا

باب نمبر ۵۔۲ : شامِ غریباں

باب نمبر ۶۔۲ : رات غریبوں کی ڈھلی

تیسرا باب: تحفظِ کربلا

باب نمبر ۳۔۱ : منزلِ کوفہ و شام

باب نمبر ۲۔۳ : اہلِ حرم کی وطن واپسی

باب ۳۔۳: قیدی میّت

فہرست ۔ بمطابق حروفِ تہجی

نوحہ	صفحہ نمبر

پانچوں تن رسی خدا کی ہے نثارؔ حیدری
تھام دامن کیا پڑی تجکو کہ بھٹکے کُو بکُو

ابتدائیہ

یہ داغ کلیجے کا مٹایا نہیں جاتا

ہم سے غمِ شبیرؑ بھلایا نہیں جاتا
یہ داغ کلیجے کا مٹایا نہیں جاتا

شبیرؑ پکارے کہ صدا دو مجھے اکبرؑ
بینائی گئی راستہ پایا نہیں جاتا

اکبرؑ تو چھپاتے ہیں کہ شبیرؑ نہ دیکھیں
ہاتھوں سے مگر زخم چھپایا نہیں جاتا

اُٹھتے ہیں کبھی بیٹھتے ہیں مولا اکیلے
کیا لاشۂ فرزند اُٹھایا نہیں جاتا

ہے لاشہِ اکبرؑ پہ بندھی پیاس کی ہچکی
خط فاطمہ صغریٰؑ کا سنایا نہیں جاتا

ہم سے غمِ شبیرؑ ۔۔۔۔۔

شاہؑ بولے کمر ٹوٹی سنبھالو مجھے اکبرؑ
عبّاس صدا دیتے ہیں جایا نہیں جاتا

کہتے ہیں علمدارؑ کے دے موت خدایا
منہ پیاسی سکینہؑ کو دکھایا نہیں جاتا

قاسمؑ کی نہ امید رکھو مادرِ قاسمؑ
لاشے کی یہ حالت ہے کہ لایا نہیں جاتا

سیراب نہ کر تیر سے اصغرؑ کو تو ظالم
پیاسے کو لہو اسکا پلایا نہیں جاتا

شبیرؑ نے بے شیر کو دفنا دیا لوگو
گو چاند کو مٹی میں ملایا نہیں جاتا

بے مثل ہے شبیرؑ کا یہ کام زمانے
تلوار تلے سر کو جھکایا نہیں جاتا

ہم سے غمِ شبیرؑ ۔۔۔۔۔

اتنے تنِ شبیرؑ پہ ہیں تیر نمایاں
بچی کو بھی سینے سے لگایا نہیں جاتا

اے شمر حسینؑ ابنِ علیؑ زندہ رہیں گے
پھونکوں سے کبھی نور بجھایا نہیں جاتا

زنجیر میں عابدؑ ہے رسن بستہ ہے زینبؑ
بے بس ہیں سکینہؑ کو چھڑایا نہیں جاتا

ماتم کے نثار اشک بہانے کے یہ دن ہیں
میلہ تو محرّم میں منایا نہیں جاتا

کر گئے ظلم نثارؔ کمینے سُن کے سڑ جاندے نے سینے

کربل نجف شام مدینے مشہد تے بغداد مزاراں

قاتل کو جام دینا ہے آپ کی مروت
بندہ نثار ہو کر کیوں مدعا نہ پائے

ہو گیا دشمن زمانہ مشکلوں میں ہے نثار
حل کرو مُشکلیں اے تاجدارِ ھل عطا

ہے حکم نثار محمدؐ کا نہ بھولے ہے نہ بھولے گا
ہم نادِ علیؑ جب پڑھتے ہیں ہر مشکل حل ہو جاتی ہے

کیوں رہیں ظلمت میں ہم جب کہ نثار اپنے حسینؑ
نور کا مینار ہیں سارے زمانے کے لیے

کیوں نہ آئنگے میرے مولا علیؑ امداد کو
کیا نثار حیدری بیکس کا نوحہ گر نہیں

دلی مراد نثار وی پاوے جے کر رب سبب بناوے
نوحے پڑھدا، ماتم کردا، پُرسہ دیندا بتولؑ نوں جاواں

پہلا باب: دیباچائے کربلا

باب نمبر ا۔ا: ہائے بعدِ مصطفیٰ

کر گئے ظلم نثارؔ کمینے سُن کے سڑ جاندے نے سینے
کربل نجف شام مدینے مشہد تے بغداد مزاراں

صاحبِ تطہیرؑ کو دربار میں دیکھا گیا

ہائے بعد مُصطفیٰؐ کیسا زمانہ آ گیا
صاحبِ تطہیرؑ کو دربار میں دیکھا گیا

ہے جو اکبرؑ کے سرہانے شوق سے محوِ جمال
موت کو شاید شبابِ مصطفیٰؐ یاد آ گیا

موت اور قاصد کے آنے میں پڑا بس فرق یہ
موت مقتل سے ہوئی باہر کہ پیامی آ گیا

سامنے لیلیٰؑ کے دیکھیں شان والی ہاجرہؑ
پشت پر دم توڑتے اکبرؑ کو ہے لایا گیا

باپ کے دِل کی طرح قاسمؑ کے ٹکرے ہو گئے
مادرِ قاسمؑ کا نذرانہ خدا کو بھا گیا

تیر کی زد سے دِل بابا سے اصغرؑ جا لگا
خود تو نہ تڑپا دلِ شبیرؑ کو تڑپا گیا

ہائے بعد مصطفیٰؐ۔۔۔۔۔

گھونٹ پانی کا نہ اصغرؑ کو لبِ دریا ملا
پھول باغِ فاطمہؑ کا بن کھلے مرجھا گیا

گھوڑے سے تیروں پہ اور تیروں سے آیا ریت پر
زین پر لیسن کے بیٹے سے نہ سمبھلا گیا

حاجیوں کے سامنے اور حافظوں کے رو برو
معنیءِ اجر نبیؐ میدان میں روندا گیا

شانِ مظلومی کہ جو لاشے بہتر لا چکا
اُس کو کوئی بھی نہ لایا خود سے نہ آیا گیا

عین جس جاء پر پڑی تھی بے کفن لاشِ حسینؑ
زینبؑ و کلثومؑ کو اُس راہ سے لایا گیا

بندگی جبرئیل بھی جس در پہ کرتے تھے نثار
در وہی توڑا گیا اور گھر وہی لوٹا گیا

سوز: فضل حسین اسد

لُٹ رہی ہیں چادریں ہے آگ خیموں میں لگی
اور تصور میں علیؑ کے شام کا بازار تھا

باب نمبر ۲۔۱: ہارونِ مصطفےٰؐ

ہے شام میں چراغاں خوش ہے بنی اُمیہ
کیونکہ علیؑ کے گھر میں آنا ہوا قضاء کا

جانشینِ مصطفیٰؐ سجدے میں ہے مارا گیا

جانشینِ مصطفیٰؐ سجدے میں ہے مارا گیا
رونما ہونے لگے واقعات کربلا

آج شب میں علیؑ کلثومؑ کے مہماں تھے
رو کے دروازے پہ بیٹی نے خدا حافظ کہا

دیکھ کر سُوئے فلک کلثومؑ سے بولے علیؑ
یہ وہی شب ہے خدا نے جس کا تھا وعدہ کیا

ضرب جب سر پر لگی لرزے زمین و آسماں
گونج اُٹھی کوفے میں ہر سو وائے علیاؑ کی صدا

لوگ نکلے ہیں گھروں سے پہن کر کالے لِباس
اور در و دیوار سے آتی ہے ماتم کی صدا

آ گئیں سر پیٹتیں زینبؑ بھی گھر کلثومؑ کے
باپ کو زخمی جو دیکھا دیکھ کر غش آ گیا

جاں نشینِ مصطفےؐ.....

بولی زینبؑ خون میں تر بابا کا چہرہ دیکھ کر
ہائے بابا یہ ستم ہے کِس ستم گر نے کیا

لُٹ رہی ہیں چادریں ہے آگ خیموں میں لگی
اور تصور میں علیؑ کے شام کا بازار تھا

ہو گیا دشمن زمانہ مشکلوں میں ہے نثارؔ
حل کرو مُشکلیں اے تاجدارِ حل عطا

سوز: فضل حسین اسد

علیؑ کے شہر کوفہ میں سماں زینبؑ پہ کیا آیا
کُجا برقعہ شریعت کا ردا کا بھی نہیں سایہ
جہاں باباؑ کی شاہی تھی اُسی دربار میں زینبؑ
نثارؔ آئی برہنہ سر یہ کیسا انقلاب آیا

زینبؑ کی آہ وزاری اور لاش مرتضیٰؑ کی

زینبؑ کی آہ و زاری اور لاش مرتضیٰؑ کی
یاد آ رہی ہے رحلت محبوبِ کبریا کی

بابا رہے نہ نانا دشمن ہوا زمانہ
ہے قاتلوں کی دنیا میں آل مصطفےٰؐ کی

زینبؑ کے دونوں بھائی اسلامیوں نے مارے
پردہ نشین بی بیؑ بلوے میں بے ردا کی

اللہ تیری راہ میں کام آئیں میرے بچے
دم توڑنے سے پہلے مولا نے یہ دعا کی

سوکھے جو ہونٹ دیکھے قاتل کے مرتضےٰؑ نے
جام اپنا اسکو بخشا گو پیاس تھی بلا کی

روضہ ہلا نبیؐ کا قبرِ بتولؑ کانپی
کہہ کر جو ہائے نانا کلثومؑ نے بُکا کی

زینبؑ کی آہ وزاری.....

زینبؑ کی سسکیاں اور شبیرؑ کے دلاسے
معلوم ہو رہی ہے تصویر کربلا کی

جبریلؑ دے رہے ہیں مولا حسنؑ کو پرسہ
ہچکی بندھی ہوئی ہے عبّاسؑ باوفا کی

عباسؑ کو وفا کی تلقین کی علیؑ نے
اور ساتھ ہی سنا دی روداد کربلا کی

اصغرؑ نے تشنگی میں سوکھی زباں دِکھائی
بے درد شامیوں نے پھر بھی نہ کچھ حیا کی

سوز: فضل حسین اسد

ہونے لگا ہے ماتم ہارونِ مصطفیٰ کا

ہونے لگا ہے ماتم ہارونِ مصطفیٰ کا
محبوب چل بسا ہے محبوبِ کبریا کا

جو جنگ ہے علیؑ کی وہ جنگ ہے نبیؐ کی
قاتل علیؑ کا بے شک قاتل ہے مُصطفیٰؐ کا

ہر دور ہر زماں میں فرما دیا نبیؐ نے
طاعت کرو علیؑ کی ارشاد ہے خدا کا

ہے شام میں چراغاں خوش ہے بنی اُمیہ
کیونکہ علیؑ کے گھر میں آنا ہوا قضاء کا

ہمشیر کی ردا پر کیوں ہیں جمی نگاہیں
اترا ہوا ہے چہرہ کیوں حسن مجتبےٰؑ کا

کلثومؑ اور زینبؑ دونوں ہیں بال کھولے
کیا آ گیا زمانہ نزدیک کربلا کا

ہونے لگا ہے ماتم۔۔۔۔

زینبؑ کے بازوں کو دیتے ہیں بوسے مولاؑ
اور چومتے ہیں شانہ عباسِؑ باوفا کا

ہجرت کی شب نبیؐ کے بستر پہ سونے والا
حامل ہے ھل اتیٰ کا طاہر ہے انماء کا

بعدِ بتولؑ پھر ہے فریاد ہائے بابا
پھر گھر میں فاطمہؑ کے اِک شور ہے بُکا کا

بھائی یہ چاہتے ہیں ماتم میں بابا جاں کے
زینبؑ کے سر پہ قائم سایہ رہے رِدا کا

آیت عَلَیہ اَجر پڑھ کے نثارؔ سمجھو
مُومن مطیع ہوا ہے سرورؐ کے اقربا کا

سوز: بشیر حسین اسدی

زینبؑ ہے بال کھولے امت ہے تیر تولے
پوچھو نہ شام کی جب یہ حال ہیں وطن کے

باب نمبر ۳۔۱: پیکاں برس رہے ہیں

چاپایا جنازہ ماتم داراں دشمن آگئے پھڑ تلواراں
قبرِ نبیؐ دیاں ٹھیکیداراں روضے پاک نوں گھیرا پایا

پیکاں برس رہے ہیں

پیکاں برس رہے ہیں تابوت پر حسنؑ کے
اُمت مٹا رہی ہے آثار پنجتنؑ کے

زینبؑ پکاری بھائی دل ڈوبتا ہے میرا
اُگلو نہ دل کے ٹکڑے صدقے گئی دہن کے

تابوت سے لپٹ قاسمؑ پکارے بابا
آنسو اخی کے دیکھو نوحے سنو بہن کے

بابا کے دل کے ٹکرے تو نے گنے بہتر
ٹکڑے ہزار ہوں گے قاسمؑ تیرے بدن کے

آخر کی ہچکیوں میں شبّرؑ نے روکے چُومے
شبیرؑ کا گلا اور بازو بڑی بہن کے

زینبؑ ہے بال کھولے امت ہے تیر تولے
پوچھو نہ شام کی جب یہ حال ہیں وطن کے

پیکاں برس رہے۔۔۔۔

تن پر تو ہے حسنؑ کے گو چھد گیا ہے سارا
محتاج ہی رہیں گے شبیرؑ تو کفن کے

بیتُ النبیؐ سے ہائے اُٹھا ہے پھر جنازہ
یثرب کی بستیوں میں جھگڑے ہیں پھر دفن کے

سائے میں مرتضےٰؑ کے بچھڑے تھے فاطمہؑ سے
اور آج پاس ماں کے آئے ہیں لاش بن کے

نہ بن سکا حسنؑ کا قربِ نبیؐ میں مدفن
رستے میں تیر تولے دشمن کھڑے ہیں تن کے

جل جائے گا بلآخر گھر فاطمہؑ کا زینبؑ
بازو تمہارے ہوں گے پیچوں میں اک رسن کے

یثرب میں کربلا میں بغداد و سامرہ میں
افسوس پھول بکھرے زہراؑ تیرے چمن کے

پیکاں برس رہے۔۔۔۔۔

مولا نثار اپنی شمشیر کیوں اُٹھاتے
جبکہ وہ جانشین تھے پیغمبرؐ امن کے

سوز: فضل حسین اسد

اُٹھتے ہیں کبھی بیٹھتے ہیں مولا اکیلے
کیا لاشائے فرزند اُٹھایا نہیں جاتا

ہے لاشہِ اکبرؑ پہ بندھی پیاس کی ہچکی
خط فاطمہ صغریٰؑ کا سنایا نہیں جاتا

اے شمر حسینؑ ابنِ علیؑ زندہ رہیں گے
پھونکوں سے کبھی نور بجھایا نہیں جاتا

زینبؑ وین کرے تے آکھے

زینبؑ وین کرے تے آکھے دس جا سانوں بابل جایا
جعدا ظالم کس دے آکھے پانی دے وچ زہر ملایا

نانا سائیں وسنائیں نیڑے سن فریاداں آون ویڑے
بابل موئی بھین دا ویرن بولدا نئی سووار بلایا

بھیناں کہندیاں سبز قباناں روندیاں کیوں چھڈ چلیا سانوں
نہ اکبرؑ نوں لائیو سہرا نہ تو قاسمؑ نوں پرنایا

چایا جنازہ ماتم داراں دشمن آگئے پھڑ تلواراں
قبرِ نبیؐ دیاں ٹھیکیداراں روضے پاک نوں گھیرا پایا

بھیناں وال نے کھولے ہوئے لوکاں تیر نے تولے ہوئے
اے منظر تے شہر مدینہ کی ہوسی وچ شام خدایا

زینبؑ آکھیا ویرن میرا ویکھ حسینؑ دا اُتریا چہرہ
گویا اج مظلومؑ دے سر توں اُٹھ گیا باپ علیؑ دا سایہ

زینبؑ وین کرے۔۔۔۔۔

جا کے جنازے مڑ نہ آئے وچ تاریخ انسان دھاڑے
پاک جنازہ پیر حسنؑ دا گھر توں جا کے مُڑ گھر آیا

آیا وچ بازار جنازہ عورت ذات اِک تیر اندازہ
کر کے پہل جھروکے وچوں لاش حسنؑ تے تیر چلایا

آکھ نثارؔ کہ سمجھو سانوں یاد کراں نے ہاں دُنیا نوں
جِس طرح سی تابوت حسنؑ دا اوس طرح علم عباسؑ دا آیا

سوز: بشیر حسین اسدی

میدان ہے محشر کا عدالت پہ خدا ہے اِنصاف طلب بنتِ رسولِ دُوسرا ہے اے عادل مطلق میں تیرے پیش ہوں کرتی اُمت نے ہمیں اجرِ رسالت جو دیا ہے

بے جرم وخطا ہائے شبرؑ کو سم ملا ہے

بے جرم و خطا ہائے شبرؑ کو سم ملاہ ے
پہلو سے بھی نانآ کے محروم کر دیا

نانا نبیؐ ہے اِسکا بابا علیؑ ہے اِسکا
شبیرؑ اخی ہے اسکا ماں فاطمہ زہرہؑ ہے

شبیرؑ بے خطا پر محشر رہے گا ہو کر
زہرہؑ علیؑ و شبرؑ اِن پر سے ابتدا ہے

اللہ نبیؐ کے پیارو ایمان کو نہ ہارو
لوگو نہ تیر مارو شبیرؑ کی صدا ہے

اُمت نے شرم کھوئی سر پیٹ کے میں روئی
سُنتا نہیں ہے کوئی اُمت کو کیا ہوا ہے

اُمت نے ہے ستایا پانی میں سم ملایا
یہ دھیان بھی نہ آیا فرزندِ مرتضیٰ ہے

بے جرم وخطا۔۔۔۔۔

زینبؑ تھی غم ستائی کہتی تھی بھائی بھائی
ناناؐ تیری دُھائی یہ ظلم نہ روا ہے

روضے پہ تیرے آؤں آنکھیں قدم بناؤں
تیرے نثار جاؤں میرا یہ مُدعا ہے

سوز: فضل حسین اسد

دوسرا باب: کربلا

باب نمبر ا-۲: بیمارِ مدینہ

خط قاصد توں لے کے صغرٰیؑ دا آ لاش اکبرؑ تے شاہؑ پڑھیا
اٹھ ویرن دکھیا بھین دیا تینوں وچھڑی بھین بلاندی اے

شبیرؑ سے امت نے چھڑایا ہے مدینہ

شبیرؑ سے اُمت نے چھوڑایا ہے مدینہ
صغریٰؑ تیرے ملنے کو بھی آئے گا کوئی نہ

اصغرؑ کو کرو پیار تو اکبرؑ سے بھی مل لو
بھیا تیرے اب لوٹ کے آئیں گے کبھی نہ

حسرت ہی رہی جا کہ میں لے آتا بہن کو
افسوس کہ صغریٰؑ سے ملاقات ہوئی نہ

سینے سے سناں نکلی رخِ بابا کو دیکھا
اور آنے لگا موت کا اکبرؑ کو پسینہ

ماں کہتی تھی یہ لاشِ اکبرؑ سے لپٹ کر
یہ داغ کلیجہ کا میں بھولوں گی کبھی نہ

غازیؑ تیرے ہونے پہ مجھے ناز بڑا تھا
ہے کون جو خیمے کے قریب آئے کمینہ

شبیرؑ سے امت نے۔۔۔۔

تم چھوڑ گئے عالم غربت میں بہن کو
اب چادریں بچنے کی بھی امید رہی نہ

سو جانا میری جان تو امی سے لپٹ کر
ہم پاس تیرے لوٹ کے آئینگے کبھی نہ

اب قبر میں سوئے گا تیرا چھوٹا سا بھیا
ہم ساتھ لئے جاتے ہیں اصغرؑ کو سکینہؑ

بابا میرے تیرے سینے پہ سونے کی ہوں عادی
آجاؤ گے کیا رات کو کہتی تھی سکینہؑ

راتوں کی نمازوں میں جو مانگیں تھیں دعائیں
تو میری دعاؤں کا نتیجہ ہے سکینہؑ

مارینگے طمانچے تیرا دامن بھی جلے گا
وعدہ کرو بیٹی کہ تو روئی گی کبھی نہ

شبیرؑ سے امت نے۔۔۔۔

گردن پہ چھری حمدِ خدا لب پہ تھی جاری
دیکھا نہ کہیں ایسا عبادت کا قرینہ

جس پہ گرا خون ہے زہراؑ کے پسر کا
پنہاں ہے اس خاک میں فردوس کا زینہ

مظلومؑ کی ہر گھر میں بچھی ہے صفِ ماتم
سادات پہ کیا آیا محرم کا مہینہ

کیا حافظِ قرآن تھے کہ یٰس کو پڑھ کر
چھلنی ہے کیا بولتے قرآن کا سینہ

قاتل بھی تیرا حق پہ ہے مقتول بھی حق پہ
افسوس کہ تونے کبھی حق بات کہی نہ

سب ڈوب گئے ریت کے دریا میں مسافر
گرداب میں آیا ہے پیمبرؐ کا سفینہ

شبیرؑ سے امت نے۔۔۔۔

جی بھر کے نثار آج غمِ شاہؑ میں رو لے
نہ ہو غمِ شبیرؑ تو بیکار ہے جینا

سوز: فضل حسین اسد

ماتم کردی سر نوں کھوندی صغرٰیؑ صغرٰیؑ کہہ کے روندی
بھین یوسفؑ دی جے سُن لیندی اکبرؑ دی ہمشیر دی گل
صغرٰیؑ سن دی گل اصغرؑ دی نالے وین تے ماتم کردی
زینبؑ چپ کر گئی جد آئی صغرٰیؑ دی تحریر دی گل

روضے پہ مصطفیٰؐ کے صغراؑ دیئے جلائے

روضے پہ مصطفیٰؐ کے صغراؑ دیئے جلائے
رو رو کے ناناؐ جان کو فریاد بھی سنائے

کس کو میں دل دکھاؤں دکھڑا کیسے سناؤں
ایسے گئے ہیں باباؑ پھر لوٹ کر نہ آئے

میں مانتی ہوں منت سن لو دعا اے ناناؐ
للہ کسی کا بابا بیٹی کو نہ بھلائے

گھر میں ہے کوئی مٹی وہ لال ہوگئی ہے
کہتی ہیں امِّ سلمیٰ صغریٰؑ نہ دیکھ پائے

عباسؑ بھی چچا بس نکلے سکینہؑ جاں کے
اب سے کہا کروں گی اُن کو چچا پرائے

سنتی ہوں ہو چکی ہے ابنِ حسنؑ کی شادی
میں رہ گئی ترستی سارے گئے بلائے

روضے پہ مصطفیٰؐ کے۔۔۔۔۔

کہتے ہیں سرخ پھولوں میں سج رہے تھے دلہا
نامِ خدا دلہن کی مہندی پہ رنگ آئے

بہنوں کو آ رہے ہیں خط بھائیوں کے پیہم
نانا میری دعا ہے اکبرؑ کا خط بھی آئے

قاتل کو جام دینا ہے آپ کی مروت
بندہ نثارؔ ہو کر کیوں مدعا نہ پائے

سوز: گلزار حسین گاری

صغرىٰؑ فریاد سناندی اے

نانے دے روضے تے جا کے صغرىٰؑ فریاد سناندی اے
نہ بابل وی بلوایا اے نہ موت وی مینوں آندی اے

میتھوں بھاگ چنگے نے سکینہؑ دے بابل دی چھاں پئی ماندی اے
پھوپھیاں دا پیار وی ملدا سوں نالے اصغرؑ ویر کھڈاندی اے

صغرىٰؑ نوں خبر نہیں کوئی او دی بھین سکینہؑ قید ہوئی
سِرٹیاں منہ تے نیل دسن پئی مار شمر توں کھاندی اے

میرے دل وچ سدھراں رہ گئیاں قاسمؑ دیاں واگاں نہ پھڑیاں
اکبرؑ نوں مہندیاں نہ لائیاں نہ ویر دی ڈولی آندی اے

خط قاصد توں لے کے صغرىٰؑ دا آ لاش اکبرؑ تے شاہؑ پڑھیا
اٹھ ویرن دکھیا بھین دیا تینوں وچھڑی بھین بلاندی اے

جدوں تکیا لاشہ اکبرؑ دا کہیا لیلیٰؑ مینوں دس فضّہ
جس ماں دا پتر جوان مرے او ماں جیوندی مر جاندی اے

نانے دے روضے تے۔۔۔۔

کوئی ویڑے وی تے آندا نئیں کوئی اجڑی نوں گل لاندا نئیں
کیوں ویر وی لین نوں آندا نئیں کچھ سمجھ نہ مینوں آندی اے

کدی لاش قاسمؑ دی لین گیا کدی علم عباسؑ دا لے آیا
مظلوم نوں ساہ نئیں لین دتی پئی پھیرے موت پواندی اے

کہیا زینبؑ اے ارمان رہیا پیا وارث وچ میدان رہیا
جیڑا سب دے لاشے لے آیا اودی لاش کسے نہ آندی اے

تیری سوہنی قبر بناندی میں تینوں منگ کے کفن پواندی میں
ہتھ رسیاں وچ سر چادر نئیں میری ویراں پیش نہ جاندی اے

کیوں آپ نثار توں کیندا نئی بھاویں دنیا وچ او رہندا نئی
جیڑا نام حسینؑ دا لیندا اے انوں موت کدی نہ آندی اے

سوز: بشیر حسین اسدی

رات صغریٰؑ نے عجب خوابِ پریشان دیکھا

رات صغریٰؑ نے عجب خوابِ پریشاں دیکھا
دشت میں خون میں ڈوبا ہوا قرآں دیکھا

بازو عباسؑ کے اور سینائے اکبرؑ زخمی
حلقِ بے شیر میں سہ پہلو کا پیکاں دیکھا

دلِ یٰسں پہ چلاتے تھے جو تیر و خنجر
کوئی قاری تھا تو کوئی حافظِ قرآں دیکھا

ڈھونڈنے آتے ہو دریاؤں کے پانی جسکو
ایسا پیاسا نہ کوئی دنیا میں مہماں دیکھا

کبھی چوما کبھی دیکھا کبھی لپٹی رو کر
ماں نے گھوارہِ اصغرؑ کو جو ویراں دیکھا

کالے کپڑوں میں ہے روتی ہوئی کبریٰؑ دیکھی
اور قاسمؑ کو کہیں خون میں غلطاں دیکھا

رات صغریٰؑ نے عجب۔۔۔۔۔

اک طرف عونؑ و محمدؑ کے پڑے ہیں لاشے
اور شبیرؑ کو تنہا سرِ میداں دیکھا

خطِ صغریٰؑ کو کبھی دیکھا کبھی قاصد کو
لاشِ اکبرؑ کو بصد حسرت و ارماں دیکھا

آگ امت نے اُسی گھر کو لگائی افسوس
جنکے دروازے پہ جبرئیلؑ کو درباں دیکھا

خیمے جلتے ہیں کہیں لٹتی ہے زینبؑ کی ردا
اور محمدؐ کو بصد حالِ پریشاں دیکھا

خلد سے روتے چلے آتے ہیں زہراؑ اور علیؑ
ہے سکینہؑ کا بھی جلتا ہوا داماں دیکھا

ہیں نبیؐ زادیاں بازو بارسن اونٹوں پر
نوکِ نیزہ پہ سرِ شاہؑ شہیداں دیکھا

رات صغریٰؑ نے عجب۔۔۔۔

خوں برسنے لگا سجادؑ کی آنکھوں سے نثارؔ
سرِ زینبؑ کو جو بازار میں عُریاں دیکھا

سوز: فضل حسین اسد

تھی پھوپھی سے پوچھتی صغریٰ بتاؤ کچھ مجھے
کیا ہوئے عونؑ و محمدؑ قاسمؑ و اکبرؑ کہاں

گر پڑی غش ہو کے زینبؑ قبر پہ ماں کی نثارؔ
کب تلک ماں کو سناتی وہ ستم کی داستاں

آ نانیؑ تینوں خاب سناواں

صغریٰؑ جا کہندی سلمہؑ نوں آ نانیؑ تینوں خاب سناواں
جے گر سچا خاب ہے میرا منگ دعا ہُن میں مر جاواں

زین توں ڈگدا ویکھیا بابل ویر دے سینے برچھی دا پھل
زخمی تکیا اصغرؑ دا گل تے چاچے دیاں کٹیاں باہواں

خواب دے وچ اے میں تکیا اے دادی کپڑے کالے پائے
بابل اُس تھاں ڈیرے لائے تپدیاں ریتاں گرم ہواواں

ظالماں ظلم نہ کیتے تھوڑے لاشے تے پئے بھج دے گھوڑے
کھسیاں چدراں وسدے کوڑے سڑدے خیمے اڈن سواواں

جد وی سکینہؑ گودی بہندی پھوپھیاں نوں رو رو کے کہندی
نہ بابل نہ چاچا غازیؑ کس نوں کن دے زخم وکھاواں

ہوکے بھردی اُٹھدی بہندی ماں اصغرؑ دی رو رو کہندی
پتر جناندے مرجاندے نے جیوندیاں جی مر جاندیاں ماںواں

صغریٰ جا کہندی سلمہٰ نوں۔۔۔۔

وہڑے پاک بتولؑ دے پلیاں ویر دی لاش تے قیدی کھلیاں
انج بے وارث شام نوں چلیاں سر ننگے گل بجھیاں باہواں

دلی مراد نثارؔ وی پاوے جے کر رب سبب بناوے
نوحے پڑھدا ، ماتم کردا ، پُرسہ دین بتولؑ نوں جاواں

سوز بشیر حسین اسدی

اُجڑے گھروں میں گونجی آواز ہائے اکبرؑ
صغریٰ کو جب پھوپھی نے رو کر گلے لگایا

پہچان لینا صغریٰ اب اپنے کارواں کو
اِس قافلے میں بی بیؑ کوئی نہیں پرایا

دربارِ نبیؐ میں شام ڈھلے بیمارؑ چراغ جلاتی ہے

دربارِ نبیؐ میں شام ڈھلے بیمارؑ چراغ جلاتی ہے
سُن سُن کے صدا بابا بابا زہراؑ کی فغاں یاد آتی ہے

صغریٰؑ نے سپنے میں دیکھا ہے سُرخ عمامہ اکبرؑ کا
بھیا تو چلے بن کر دُلہا اور مَلکُ الموت براتی ہے

شکوے ہیں یہ دُکھیا صغریٰؑ کے خوش قسمت خوب سکینہؑ ہے
سوتی ہے پدر کے سینے پر اور اصغرؑ گود کھلاتی ہے

فریاد جو سُنتی رہتی ہیں وہ ہاشمی بیبیاں کہتی ہیں
صغریٰؑ کو خدایا ویر ملا فریاد اسکی تڑپاتی ہے

یہ کون بتائے صغریٰؑ کو تم بی بیؑ یتیماں ہوگئی ہو
اور بعد حسینؑ کے زینبؑ تو بے پردہ قید نبھاتی ہے

زنداں میں سکینہؑ ڈرتی ہے بابا کا تصور کرتی ہے
رو رو کے تصور میں بی بیؑ بابا کو کان دِکھاتی ہے

دربارِ نبیؐ میں شام۔۔۔۔

کہتی ہے ہوائیں یثرب سے ہم شکلِ نبی گر تجھ کو ملے
کہنا کہ محمدؐ کے صدقے صغریٰ غم خوار بلاتی ہے

کہتی ہے نہ بابا آئے ہیں نہ ساتھ چاچا کو لائے ہیں
نہ پھوپھی زینبؑ آتی ہیں نہ موت ہی مجھ کو آتی ہے

صغریٰ کی دُعا ہے گھر آؤ اب اور نہ مجھ کو تڑپاؤ
بھیا اِس تن کے پنجرے میں اِب روح میری گھبراتی ہے

ماں بولی سرہانے اکبرؑ کے اصغرؑ جو اندھیرے گھر میں ڈرے
سینے سے لگا کر رکھنا اِسے گو زخمی تیری چھاتی ہے

تُو سو گیا تیر کی تھپکی سے نیند آئی تجھے اصغرؑ کیسے
جھولی میں زمیں کیا ماں کی طرح پہلو تیرا بدلاتی ہے؟

ہے حکم نثار محمدؐ کا نہ بھولے ہے نہ بھولے گا
ہم نادِ علیؑ جب پڑھتے ہیں ہر مشکل حل ہو جاتی ہے

سوز بشیر حسین اسدی

اُجڑے گھر وچ صغریٰؑ کردی روز اُڈیکاں ویر دیاں

اُجڑے گھر وچ صغریٰؑ کردی روز اُڈیکاں ویر دیاں
آکھے یا رب دُور بلائیں نانے دی تصویر دیاں

روضے دیوے روز جلاوے پل دُکھیاری چین نہ پاوے
جا اکبرؑ نوں کون سناوے فریاداں ہمشیر دیاں

جہڑی بی بیؑ آ کے بہندی اوہو صغریٰؑ نوں اے کہندی
پھڑنیاں نے توں لا کے مہندی واگاں اکبرؑ ویر دیاں

سوچے صغریٰؑ نال میں جاندی گودی لے کے ویر کھڈاندی
بولیاں توتلیاں سُن پاندی اصغرؑ ویر صغیر دیاں

ویکھیاں صغریٰؑ نے تلواراں اِک شبیرؑ تے تیر ہزاراں
ٹک وچ پائیاں لہو دیاں دھاراں بابل نے بے شیرؑ دیاں

نانی نوں آکھے دُکھیاری ویکھیا عابدؑ اُونٹ مہاری
میں جھنکاراں سنیاں جاری خواباں وچ زنجیر دیاں

اُجڑے گھر وچ صغریٰؑ۔۔۔۔

دیوے کون بیمار نوں خبراں بنیاں نہ مویاں دیاں قبراں
پھریاں وچ بازاراں حرمائ وارثاں جو تطہیر دیاں

صغریٰؑ کی جانے کی ہوئیاں ماںواں پھوپھیاں پٹیاں روئیاں
اصغرؑ دے گل کھبیاں ہوئیاں ویکھیاں نوکاں تیر دیاں

کرکے رُخ دریا دے پاسے آکھیا زینبؑ ویر پیاسے
نامِ علیؑ کھلوا جا آ کے باہنواں بھین اسیر دیاں

وین بیمار دا پڑھ کے سارا اپنی عرض گزار نثارا
پوریاں کر دیو بی بی زہراؑ آساں ایس فقیر دیاں

سوز: بشیر حسین اسدی

یثرب کے راستے پہ مولاؑ کی ہیں نگاہیں

یثرب کے راستے پہ مولا کی ہیں نگاہیں
شبیرؑ تک رہے ہیں کس نامہ بر کی راہیں

صغریٰؑ نے خواب دیکھا جنگل ڈراؤنے میں
شبیرؑ ہیں اکیلے اور سینکڑوں بلا ہیں

بیمار اپنے دل میں یہ رکھتی ہے تمنا
قبر نبیؐ پہ آ کے اکبرؑ دیئے جلائیں

گھوڑے چڑھے جو اکبرؑ ماں لائیں سرخ پٹکا
بولیں کہ لال ٹھہرو دلہا تمہیں بنائیں

فضہؑ پکاریں زینبؑ آیا ہے کوئی قاصد
خط پڑھ رہے ہیں مولاؑ لاشیں ہیں دائیں بائیں

ہاتھوں میں بابا جاں کے نہلا دیا لہو میں
اِس بے زباں سے ظالم کیا ہو گئیں خطائیں

یثرب کے راستے پہ۔۔۔۔۔

جگر حسنؑ کے ٹکڑے چن کر یہ سوچتے ہیں
کیا گھر میں لے کے جائیں مادر کو کیا دِکھائیں

دریا کنارے آ کر اکبرؑ پکارے بابا
یہ دھڑ ہے یہ علم ہے اور وہ چچا کی باہیں

کہتی ہے یوں سکینہؑ مرجا او پیاس مرجا
تیرے لئے کٹی ہے پیارے چچا کی باہیں

دم رک رہا ہے شاہؑ کا سینے کی تلخیوں سے
عقبےٰ کا یہ مسافر طے کر چکا ہے راہیں

کیا لوٹتے ہو لوگو کچھ بوریاں مصلے
بیٹے مرے ہیں جنکے ماتم کناں ہیں مائیں

روشن نثار دن ہے اور بے ردا ہیں زینبؑ
مشکوک ہوگئیں ہیں سورج کی بھی وفائیں

سوز: فضل حسین اسد

دشتِ ویران میں شبیرؑ جو مہمان ہوئے
قتلِ مظلوم پہ آمادہ مسلمان ہوئے

باب نمبر ۲۔۲: دشتِ ویراں اور اذانِ علی اکبرؑ

روز عاشورہ صبح کو دی جو اکبرؑ نے اذاں
شامیوں نے ہائے سمجھی نہ رسالتؐ کی زباں

عاشور کا دِن ہے کہ قیامت کی خبر ہے

عاشور کا دِن ہے کہ قیامت کی خبر ہے
یہ خانۂ شبیرؑ کے اُجڑنے کی سحر ہے

پیاسوں کا تصور ہے شہہِ دیں کی نظر میں
آغوش میں شبیرؑ کی عباسؑ کا سر ہے

اِک ہاتھ کلیجے پہ ہے ہم شکل نبیؐ کا
ابا کی ضعیفی پہ بھی اکبرؑ کی نظر ہے

صغریٰؑ تیرا قاصد تو بڑی دیر سے پہنچا
خط پڑھتے ہیں روتے ہیں برچھی پہ نظر ہے

جیتی ہوں اسی آس پہ آئے میرا اکبرؑ
صغریٰؑ کی بھی بھائی کے وعدے پہ نظر ہے

اب دیس بھی پردیس مجھے لگتا ہے بابا
جیتی ہوں نہ مرتی ہوں کیا تجھ کو خبر ہے

عاشور کا دِن ہے۔۔۔۔

ہاتھوں پہ ہے شبیرؑ کے جو تیر کی زد میں
اصغرؑ کا گلا کب ہے وہ بانو کا جگر ہے

لو چلتی ہے اور لاشِ حسینؑ ابن علیؑ پر
اور فاطمہ زہرہؑ بھی کھڑی خاک بسر ہے

شبیرؑ ادا کرنے لگے آخری سجدہ
بے ہوشیِ سجادؑ پہ بے کس کی نظر ہے

آیا ہے نثار اِس لیے شبیرؑ کے در پر
دُنیا میں ہدایت کا فقط ایک ہی گھر ہے

سوز: فضل حسین اسد

روز عاشورہ صبح کو دی جو اکبرؑ نے اذاں

روز عاشورہ صبح کو دی جو اکبرؑ نے اذاں
شامیوں نے ہائے سمجھی نہ رسالتؐ کی زباں

یا خلیلؑ اللہ ذرا یہ حوصلہ تو دیکھئے
کھینچتے شبیرؑ ہیں سینائے اکبرؑ سے سناں

کر کے منہ سوئے مدینہ ام لیلیٰؑ نے کہا
آؤ صغریٰؑ بن چکے دولہا تمہارے بھائی جاں

پڑھ کے خط صغریٰؑ کا شاہؑ نے لاشِ اکبرؑ سے کہا
جا بلاتی ہے تجھے اجڑے گھروں کی پاسباں

حرملا کو رحم نہ آیا سوالِ آب پر
خشک ہونٹوں پر دکھائی پھیر کے سوکھی زباں

لے لیا آغوش میں اصغرؑ کو بڑھ کے موت نے
ماں سلائے کس کو جھولے میں سنا کے لوریاں

روز عاشورہ صبح کو۔۔۔۔۔

خونِ اصغرؑ جو مَلا چہرے پہ تھا شبیرؑ نے
اُس کو ظاہر روز کرتی ہیں شفق کی سرخیاں

اس لئے لائے نہیں خیمے میں اصغرؑ کو حسینؑ
دیکھ لی ٹوٹی ہوئی گردن تو مرجائے گی ماں

تربتِ اصغرؑ بنا کے اور دامن جھاڑ کے
دیر تک دیکھا کئے شبیرؑ سوئے آسماں

موت کہتی تھی مبارک ہو تجھے بی بی ربابؑ
مسکرا کر توڑ دی اصغرؑ نے حرمل کی کماں

رکھ کے سر آغوش میں عبّاسؑ سے شاہؑ نے کہا
میں تیرے صدقے برادر ہیں تیرے بازو کہاں

چھین لی شمرِ ستمگر نے تماچے مار کر
باپ نے تو پیار سے پہنائی تھی جو بالیاں

روز عاشورہ صبح کو۔۔۔۔

ڈھونڈتی پھرتی ہے لاشوں میں سکینہؑ باپ کو
ہائے باباؑ ہائے باباؑ بولو باباؑ ہو کہاں

لاشہِ شبیرؑ سے آئی سکینہؑ کو صدا
آ میری مظلوم بیٹی آ ادھر میں ہوں یہاں

سامنے لاشے پڑے ہیں وارثوں کے جا بجا
اک جلے خیمے میں بیٹھیں ہیں علیؑ کی بیٹیاں

آج پہرہ دے رہی ہے فاطمہؑ کی لاڈلی
آ گیا ہے صاحبِ تطہیر پہ کیسا سماں

یہ سزا کس جرم کی ہے عابدِ بیمارؑ کو
پاؤں میں زنجیر ہے گردن میں ہے طوقِ گراں

ہیں رسن بستہ، سروں میں خاک ہے سب کے نثارؔ
شام کی جانب چلا آلِ نبیؐ کا کارواں

سوز: فضل حسین اسد

دی اذان اکبرؑ نے اور باندھی کمر شبیرؑ نے

دی آذان اکبرؑ نے اور باندھی کمر شبیرؑ نے
اور صفِ ماتم بچھا دی شاہؑ کی ہمشیر نے

روتے کیا عباسؑ کی آنکھوں میں پانی نہ رہا
خون حرموںؑ کو رلایا خطرہِ تشہیر نے

نامہ بر کے سامنے پیکاں بدن سے کھینچ کر
پشت خط پر اِنا اللہ لکھ دیا شبیرؑ نے

خط سنایا شاہؑ نے جی بھر کے روئی بیبیاں
کام نوحے کا کیا بیمار کی تحریر نے

لاشوں میں کچھ دیر رستہ نامہ بر کا دیکھ کر
موندلیں آنکھیں رسول اللہؐ کی تصویر نے

ماں نے اصغرؑ سے کہا روئے تو کہدے گا کوئی
دیدیا ہے داغ آخر دودھ کی تاثیر نے

دی اذان اکبرؑ نے۔۔۔۔۔

تک رہے تھے گل سا مکھڑا شاہؑ کہ پیکاں کھب گیا
اِک نظر بابا پہ کی اور جان دی بیشیر نے

کہتی تھی صغریٰؑ کہ نانی آپکا ہے کیا حال
بولنا تُتلا کے سیکھا ہو گا اصغرؑ ویر نے

لاش حرؑ سے جس کہانی کی ہوئی تھی ابتدا
ختم کی وہ داستاں گردن میں اٹکے تیر نے

لاشیں لانے کیلئے پیدل گئے شاہؑ دُور دُور
طے کیا کتنا سفر نہ جانے پیاسے پیر نے

دوپہر میں بال کالے کر دیئے شاہؑ کے سفید
کچھ ردا کی فکر نے کچھ ظلم کی شمشیر نے

سر بہتر کر دیئے شبیرؑ نے حق پر فدا
کر دیا قربان پردہ وارثِ تطہیرؑ نے

دی اذان اکبرؑ نے۔۔۔۔

خاک حرموںؑ نے اڑائی بال سر کے کھول کر
چوما جب سوکھا گلہ شبیرؑ کا ہمشیر نے

کہتے ہیں بی بیؑ کو پیدل چلنا آتا نہ تھا
طے کیئے نو میل کیسے زینبِؑ دلگیر نے

روز عاشورہ دکھایا شاہؑ کو سوچو نثارؔ
کون سے دشمن ثقیفہ ساز کی تدبیر نے

سوز:فضل حسین اسد

ظالماں ظلم نہ کیتے تھوڑے لاشے تے پئے ٹپھج دے گھوڑے
کھسیاں چدراں وسدے کوڑے سڑدے خیمے اڈن سواواں

کدی لاش قاسمؑ دی لین گیا کدی علم عباسؑ دا لے آیا

مظلوم نوں ساہ نئیں لین دتی پئی پھیرے موت پواندی اے

باب نمبر ۳۔۲: شہدائے بنو ہاشم

پیاسے کو قضاء سانس بھی لینے نہیں دیتی

لایا ابھی لاش ابھی لینے چلا ہے

دریاؤں علم آیا

دریاؤں علم آیا علمدارؑ نہ آیا
شبیرؑ مسافر دا وفادار نہ آیا

ہن چادراں وی ہو گئیاں نیں رب دے حوالے
سیدانیاں دا حیدرِ کرّارؑ نہ آیا

اگ بلدی دے وچ عون دی ماں ہوگئی داخل
جس ویلے نظر عابدِ بیمارؑ نہ آیا

صغریٰ نے رکھی ویر کھڈاون دی تمنا
اصغرؑ نوں مگر راس او دا پیار نہ آیا

او آیا نہ ہمشیر نوں سی مان جدے تے
شبیرؑ دا وہ جعفرِ طیّار نہ آیا

مل مل کے ہتھ کہندی سی صغریٰ کہ خدایا
کیوں یاد میرے ویر نوں اقرار نہ آیا

دریاؤں علم آیا۔۔۔۔۔

پردیس وی پیو آ کے تے مل جاندے دھیاں نوں
بابل گیا صغریٰؑ دا مڑ اک وار نہ آیا

اگ لے کے تے گھر زہراؑ دے کج آئے مسلمان
لے پانی کوئی یار مددگار نہ آیا

دربار نثار آئی نہ حسنینؑ دی مادر
یاں کنبہ نبی پاکؐ دا دربار نہ آیا

سوز: بشیر حسین اسدی

زینبؑ کی یادگار ہے دربارِ شام میں
اندازِ مرتضیٰؑ میں وہ خطبہ پڑھا ہوا

اج ویر پیاسیاں بھیناں دا

اج ویر پیاسیاں بھیناں دا چُک مشک تے علم ذیشان گیا
رہ کے آپ پیاسا نہر اُتے کر دنیا نوں حیران گیا

ڈھٹا علم عباسؑ دا جد ڈگدا میری ٹُٹ گئی کمر شبیرؑ کہیا
بجھی پیاس نہ پیاسیاں بالاں دی میرا ماریا ویر جوان گیا

عباسؑ دے مرن دی خبر آئی کہیا زینبؑ اَج میں اُجڑ گئی
میرا مر گیا ضامن پردے دا نالے زینبؑ دا ٹُٹ مان گیا

شاہؑ پانی منگیا اصغرؑ لئی لشکر دے پاسیوں تیر آیا
گل توڑ پیاسے اصغرؑ دا حرمل دا تیر کمان گیا

تینوں بھیناں مہندی لائی نہ تیری ڈولی گھر وچ آئی نہ
ماں لاش اکبرؑ تے کہندی سی میرے دل وچ رہ ارمان گیا

کدی کھچیا شاہؑ پھل برچھی دا کدی لاش قاسمؑ دی لے آیا
کدی قبر بنائی اصغرؑ دی تیرے صبر توں میں قربان گیا

اج ویر پیاسیاں بھیناں دا۔۔۔۔

تیرا تپدی ریت تے اک سجدہ گیا دین نماز قرآن بچا
کیتی خوب عبادت بیٹھ خنجر تیرے سجدے توں قربان گیا

صغرٰیؑ سلمہٰؑ نوں کہندی سی تک نانی مٹی خون ہوئی
میں بابل موئی اُجڑ گئی میری موت دا او سامان گیا

کر فخر نثار ایس آن اُتے اوکھیڈ گیا اے جان اُوتے
نہ کرکے بیعت فاسق دی رکھ نبیاںؑ دا او مان گیا

سوز: بشیر حسین اسدی

شبیرؑ چلے گود میں اصغرؑ کو اُٹھا کے

شبیرؑ چلے گود میں اصغرؑ کو اٹھا کے
رخصت کیا مادر نے مجاہد کو سجا کے

اتنا بھی نہیں مادرِ بشیرؑ نے پوچھا
چھوڑ آئے ہو سرتاج کہاں لال کو جا کے

ہے لاج میرے دودھ کی اب ہاتھ میں تیرے
ماں نے کہا اصغرؑ کو کلیجہ سے لگا کے

اِک گھونٹ ہی پانی میرے بچے کو پلا دو
شاہؑ کہتے تھے ہاتھوں پہ اصغرؑ کو اٹھا کے

پھر مانگے گا نہ پانی تا دمِ آخر
حرمل نے کہا شاہِ دیں سے تیر چلا کے

شبیرؑ کھڑے سوئے فلک دیکھ رہے ہیں
اصغرؑ کا لہو چہرۂ اقدس پہ لگا کے

شبیرؑ چلے گود۔۔۔۔۔

دل ماں کا ہلا خیموں میں اِک زلزلہ آیا
پھل برچھی کا شبیرؑ نے دیکھا جو ہلا کے

اے زینبؑ دلگیر لیے آتے ہیں مولا
چادر میں بندھے ٹکڑے دلِ سبز قباؑ کے

اُٹھ کے میرے غازیؑ مجھے رخصت نہ کرو گے
معلوم نہیں لوٹ کے آؤں گی میں جا کے

ہے کون محافظ میری چادر کا بتاؤ
زینبؑ نے کہا لاشِ عباسؑ پہ آ کے

سوز: فضل حسین اسد

اُڈیکاں سن سکینہؑ نوں

اُڈیکاں سن سکینہؑ نوں ہونڑے شبیرؑ آوے گا
تے پانی پی کے گودی پیو دی اصغرؑ ویر آوے گا

حسینؑ اصغرؑ نوں گھر توں لے کے نکلے تے زمیں بولی
زہے قسمت میری آغوش وچ بشیرؑ آوے گا

کہیا حوراں نوں زہراؑ نے ہونڑے آوے گا چن میرا
تے بن کے خواب ابراہیمؑ دی تعبیر آوے گا

پکاری موت اکبرؑ دے سرانے جائزہ لیندی
نکل آوے گا نیزہ پر کلیجہ چیر آوے گا

نبیؐ دی پیش گوئی سی میرے شبیرؑ دے سر تے
مسلماناں دا لشکر تول کے شمشیر آوے گا

کہیا زینبؑ نے سُن وے آسماناں ڈول نہ جاویں
چھری ہیٹھاں گلا ویرن دا بے تقصیر آوے گا

اُڈیکاں سن۔۔۔۔۔

بھرے بازار وچ زینبؑ نوں زہراؑ یاد آوے گی
کلیجے دا لہو اکھیاں چوں بن کے نیر آوے گا

علیؑ دا کوفیوں دورِ خلافت یاد کر لینا
جدوں کنبہ نبیؐ دا ہونڑ لئی تشہیر آوے گا

قیامت وچ نثارؔ اِک وار قیامت ہور ہووے گی
جدوں بھریا لہو دا جامعہ شبیرؑ آوے گا

سوز: بشیر حسین اسدی

کدی پردے آپ بناندی اے کدی بیبیاں نوں پرچاندی اے
کدی روندے بال سواندی اے اِک زینبؑ درداں ماری اے

آئی ہے تیر بن کر

آئی ہے تیر بن کر اصغرؑ کی مؤت ہائے
جبرئیل تان دے پر ماں دیکھنے نہ پائے

مولاؑ سنبھال لینا اصغرؑ کو بازوؤں میں
پیکاں کی زد سے بچہ ہاتھوں سے گر نہ جائے

اصغرؑ نے تیر کھا کر کچھ دودھ اُگل دیا تھا
اور ہچکیوں کا عالم مظلومؑ کیا بتائے

شامِ غریباں آئی پر گھر نہ آئے اصغرؑ
عباسؑ کو بُلاؤ اصغرؑ کو جاکے لائے

ماں دیکھ نہ سکے گی ٹوٹے ہوئے گلو کو
شبیرؑ اِس لئے نہ اصغرؑ کو ساتھ لائے

اصغرؑ تو کھیلتے ہیں مٹی کا گھر بنا کر
جھولا پڑا ہے خالی دائی کسے جھولائے

آئی ہے تیر بن کر۔۔۔۔۔

حیران بیبیاںؑ ہیں تکتی ہیں شاہؑ کے مُنہ کو
کیسا خضاب رُخ پر شبیرؑ ہیں لگائے

مُنکر ہے آسماں بھی انکار ہے زمیں کو
شبیرؑ خونِ اصغرؑ کو اب کہاں گرائے

بکھری پڑی ہیں لاشیں اور رات کا اندھیرا
ایسے میں کوئی کیسے ننھی سی لاش پائے

پانی دیا جو ماں نے نکلی کہاں سکینہؑ
پیاسا ہے چھوٹا بھائی پہلے اُسے پلائے

اُمِ رُبابؑ مولاؑ آتے ہیں ہاتھ خالی
شاید تیری امانت مقتل میں چھوڑ آئے

اصغرؑ کی موت کا سب ماں پوچھتی ہے منظر
شبیرؑ کس طرح سے وہ ماجرا سُنائے

سوز: فضل حسین اسد

کاش کوئی پوچھ لیتا ڈولتے شبیرؑ سے

کاش کوئی پوچھ لیتا ڈولتے شبیرؑ سے
تیر کس دل سے نکالا گردنِ بشیرؑ سے

ماں نے نہ دیکھا گلا زخمی نہ خون اُگلا ہوا
رونے نہ پائی سکینہؑ جاں لپٹ کر ویر سے

خط لیا صغرٰیؑ سے اور محسوس قاصد نے کیا
آ رہی ہے بو جگر جلنے کی اِس تحریر سے

لاش اکبرؑ لا رہے ہیں شاہؑ اٹھتے بیٹھتے
اے پیامی آپ آئے ہیں بڑی تاخیر سے

ڈگمگا کر کیا علی اصغرؑ اٹھاتا ہے قدم
فاطمہؑ صغرٰیؑ نے پوچھا خط میں یہ شبیرؑ سے

صغرٰیؑ سے کہے قاسمؑ کی شادی ہو چکی
کھیلتا ہے اب تیرا اصغرؑ لپٹ کے تیر سے

کاش کوئی پوچھ لیتا۔۔۔۔

خود ہی تو قاصد بتا تیرے عریضے کا جواب
شاہؑ برچھی سے لکھیں یا حرملا کے تیر سے

تھم گیا ہے وقت کا دھارا بھی دل تھام کر
ہوتے ہیں شبیرؑ رخصت زینبؑ دلگیر سے

آؤ اے عباسؑ رسی آئی زینبؑ کے لیے
اور جکڑے جا رہے ہیں عابدِ دیںؑ زنجیر سے

گر مسلمانوں کے دل میں ہوتا کچھ پاسِ نبیؐ
کرتے نہ برتاؤ ایسا وارث تطہیر سے

آہنی طوق و سلاسل کو اُتارو ظالموں
اب تو قطرے خون کے گرنے لگے زنجیر سے

اُن کے دل میں کتنا تھا ایمانِ رسالت اے نثار
ہے عیاں یہ راز اہلبیتؑ کی توقیر سے

سوز: فضل حسین اسد

اصغرؑ کا لہو جب نہ لیا

اصغرؑ کا لہو جب نہ لیا ارض و سماء نے
چہرے پہ ملا خوں وہ شۂ کرب و بلا نے

آؤ کوئی امداد کو مولاؑ یہ پکارے
گہوارے کو بھی چھوڑ دیا ننھی سی جاں نے

آؤ میرے اصغرؑ میں تجھے جھولے میں سلاؤں
گھر آئے ہیں جبرئیل امین جھولا جھلانے

مقتل میں وہ سر کھلے ہوئے پیٹتی آئی
ماں آئی ہے روٹھے ہوئے اصغرؑ کو منانے

ننھی سی زباں پھیر کے ہونٹوں پہ دیکھائی
پر گھونٹ نہ پانی کا دیا قومِ جفا نے

پوچھے کوئی اصغرؑ سے کہ اے ماہِ رُباباؑ
جھولے سے گرایا ہے تجھے کس صدا نے

اصغرؑ کا لہو جب نہ لیا۔۔۔۔۔

جب کردیا شبیرؑ نے مٹی کے حوالے
بے شیر سے یوں رو کے کہا شاہِ ھدیٰ نے

یہ کہہ کر پڑھی فاتحہ اور اُٹھ گئے مؤلا
وقت آ گیا سجدے میں چلے سر کو جھکانے

لو ننھی سی تُربت میں رہو آج اکیلے
گھر جاؤ نہ اے لال میرے ماں کو رُلانے

مقتل سے کسی روکنے والے کو بُلاؤ
ظالم میرے اصغرؑ پہ لگا تیر چلانے

جب بالی سکینہؑ کو مِلا تھوڑا سا پانی
مقتل میں چلی بھائی کو وہ پانی پلانے

دل سوز نثار ایسا وہ منظر تھا کہ ہائے
خود روتے ہوئے پرسہ دیا شہہؑ کو قضاء نے

سوز: فضل حسین اسد

سر جھکا سجدے میں کر کے خونِ اصغرؑ سے وضو

سر جھُکا سجدے میں کر کے خونِ اصغرؑ سے وضو
یوں نمازِ حق سے ہوتا ہے نمازی سرُخرو

مؤت نے عباسؑ کو دیکھا جو خوں میں لوٹتا
مسجدِ کوفہ میں پایا بس علیؑ کو ہوبہو

جامعہ شبیرؑ پر اِک ایک کے خوں کے نشاں
جھلکتا ہے شبیرؑ کے ہمراہ بہتر کا لہو

یا خلیل اللہ ذرا یہ امتحاں بھی دیکھنا
توڑتے ہیں دم علی اکبرؑ پدر کے رُوبرو

جھُومتے ہیں زین پر عشقِ الٰہی میں حسینؑ
اِمتحاں میں ہیں میرے مؤلا فلک گِرنا نہ تو

شاہؑ نے بصرنی کہا لبیک اصغرؑ نے کہی
باپ بیٹے کی سنو! اولاد والو گفتگو

سر جھکا سجدے میں۔۔۔۔

کہتی ہیں زینبؑ دِلاسے دے کے، اے اُمِ رُبابؑ
صبر ہے میراث تیری تو ہے زہراؑ کی بہو

حرملا رُک تو ذرا مادر کہیں تکتی نہ ہو
تین پہلو تیر تیرا اور اصغرؑ کا گلو

قبر کھودی شاہؑ نے اصغرؑ کو رکھ کر ریت پر
خون سے لکھا گیا یوں لا الــــــــــــــــــہ الا ھُــــــــو

ریت کی اِک چھوٹی سی تربت پہ بیٹھے ہیں حسینؑ
سُرخ چہرہ لال ہاتھوں سے دُعائیں قبلہ رُو

پانچوں تن رسی خدا کی ہیں نثار حیدری
تھام دامن کیا پڑی تجکو کہ بھٹکے کُو بکُو

سوز: گلزار گاری

لاتا ہے لاشے پہ لاشہ تاجدارِ کربلا

لاتا ہے لاشے پہ لاشہ تاجدارِ کربلا
دیکھتی ہے شاہؑ کی ہمشیرؑ سارا ماجرا

دیکھا زینبؑ نے جو وقتِ آخری دِل تھام کر
زین سے بے کس گرا تیروں نے سر پر رکھ لیا

اُم لیلیٰ کی تمناؤں کی میت آ گئی
قتل اکبرؑ ہو گیا چرچا تھا جس کے بیاہ کا

گود میں بابا کی اصغرؑ آن کر کچھ دیر تک
ماں کی جانب کیوں نظر حسرت بھری تکتا رہا

رات کی دُلہن نے پہنا صبحِ دم کالا لباس
ہائے قتل ہونے کیلئے اِک رات کا دُلہا چلا

بازوئے مظلومؑ پر گردن لٹک کر رہ گئی
مُنہ سے کچھ اُگلا لہو اور لے کے ہچکی مر گیا

لاتا ہے لاشے پہ۔۔۔۔۔

اے مُسلمانوں کی غیرت بات کیا چھوٹی سے ہے
وحشیوں کی فوج ہے اور بنتِ زہراؑ بے رِدا

لا رہے تھے شاہؑ اُٹھتے بیٹھتے لاشِ جواں
اور اِتنے میں پیامی فاطمہؑ کا آ گیا

گودِ ماں سے گود میں بابا کی آیا اور پھر
بڑھ کر ملک ِالموت نے گودی میں اپنی لے لیا

خوں بھرے کُرتے کا ہی شبیرؑ نے دے کر کفن
ریت میں ویرن سکینہؑ جان کا دفنا دیا

ہائے اصغرؑ سے لپٹ کر روئی نہ اُم رُبابؑ
اور نہ دیکھا گلا زخمی نہ خوں اُگلا ہوا

لاتا ہے لاشے پہ۔۔۔۔۔

آس تھی بولے گا اصغرؑ اب تو تُتلی بولیاں
اور ماں دیکھے گی انگلی تھام کر چلتا ہوا

ننگے سر زینبؑ کھلے سورج کے دیدے ہیں نثار
رہ گئی مشکوک ہو کر آج سورج کی وفا

سوز: فضل حسین اسد

اِسلام تے ویلا چین دا اے، اے کرم نثار حسینؑ دا اے
احسان حسینؑ دی بھین دا جنھے روندیاں عمر گزاری اے

شبیرؑ اکیلے ہیں کمر ٹوٹ چکی ہے

شبیرؑ اکیلے ہیں کمر ٹوٹ چکی ہے
اور لاش جواں سال کی مقتل میں پڑی ہے

شاہؑ کہتے ہیں اکبرؑ نظر آتا نہیں رستہ
کیا ساتھ غریبی میں نظر چھوڑ گئی ہے

دِل تھام کے کیوں بیٹھ گئی مادر اکبرؑ
کیا نوکِ سناں ماں کے کلیجے میں لگی ہے

دل والو ذرا سوچو کہ کیا گزرے گی شاہؑ پر
نیزے کی آنی سینائے اکبرؑ میں گھڑی ہے

اے قاصدِ صغرؑیٰ تجھے حسرت ہی رہے گی
شبیرؑ نے اکبرؑ کی ابھی لاش رکھی ہے

شاہؑ جاتے ہیں اصغرؑ کا لہو رخ پہ لگا کر
اور مادرِ اصغرؑ درِ خیمہ پہ کھڑی ہے

شبیرؑ اکیلے ہیں۔۔۔۔

نیزوں سے زمیں ظالموں کیوں کھود رہے ہو
کیا تُم کو ضرورت علی اصغرؑ کی پڑی ہے

کہتے ہیں مسلمان کہ مارو اسے مارو
کوئی نہ رہا جسکا وہ شبیرؑ یہی ہے

شاہؑ چور ہیں زخموں سے نہیں خون بدن میں
لب چپکے ہُوئے اور زباں کانٹوں بھری ہے

شبیرؑ سے اب زین پہ سنبھلا نہیں جاتا
یہ حال ہے اور آخری سجدے کی گھڑی ہے

یہ تازیہ داری ہے محبت کی علامت
آنسوں نہ نثار آئے تو وُہ سنگدلی ہے

سوز: فضل حسین اسد

حالتِ شبیرؑ آ سکتی نہیں تحریر میں

حالتِ شبیرؑ آ سکتی نہیں تحریر میں
روتی ہے غیرت خیالِ چادرِ ہمشیر میں

کون بچی کو چھوڑائے شمر سے بارِ الٰہ
بیبیاں رسی میں ہیں اور عابدؑ زنجیر میں

لایا اصغرؑ کے لئے قاصد دُعاِ زندگی
جب کے ہیں مصروف مولاؑ میتِ آخیر میں

وقتِ رخصت چومے کیوں زینبؑ کے بازوں شاہؑ نے
کیا نظر بھائی کو آیا بازوِ ہمشیر میں

دیکھتے ہیں شاہؑ جواناں مرگ کو دم توڑتا
چھل ثناں کا ہے رسول اللہؐ تصویر میں

آنکھیں اپنی مؤندلیں یثرب کی جانب دیکھ کر
شرم ہے اکبرؑ کو صغراؑ سے دمِ آخیر میں

حالتِ شبیرؑ آسکتی۔۔۔۔۔

شاہؑ نے اکبرؑ سے کہاں دے کر لہو جانِ پدر
رنگ بھر دیا خواب ابراہیمؑ کی تعبیر میں

تک رہے ہیں شاہؑ اور ڈیوڑھی میں ماں ہے منتظر
مرگ اصغرؑ آرہی ہے حرملا کے تیر میں

سوچتی ہے صغراؑ اصغرؑ چلتا ہوگا گھٹنیوں
ماں بھی کہتا ہو گا آتا ہے دلِ ہمشیر میں

شاہؑ چلے دفنا کے اصغرؑ کو خدایا خیر ہو
ہے سکینہؑ جان کی تو جان اصغرؑ ویر میں

وین حرموں نے کیے جب کہ خطِ صغراؑ کے ساتھ
گرتے جو اصغرؑ کے دیکھے دامنِ شبیرؑ میں

لگتے ہیں جو تیغ و پیکاں آ کے جسمِ شاہؑ پر
زخم کر جاتے ہیں قلبِ زینبؑ دلگیر میں

حالتِ شبیرؑ آسکتی۔۔۔۔

تیروں پر اٹکے ہوئے شبیرؑ پڑھتے ہیں نماز
اور زینبؑ کی نظر ہے سجدہِ شبیرؑ میں

اِک شاہؑ کی ذات ہے اور تیروں کی برسات ہے
اور باقی ہے ابھی سجدہ سایہِ شمشیر میں

رہنے دیتے اُنکے سر پر گر لوٹیرے شام کے
بھائی کو کفناتی زینبؑ چادرِ تطہیر میں

کب کسی نے جس کو نہ دیکھا سنا نہ بولتے
سر کھولے پڑتی ہے خطبے لشکرِ بے پیر میں

اِس طرح شبیرؑ و زینبؑ میں تعلق ہے نثارؔ
جس طرح سے ہے تعلق قرآن اور تفسیر میں

سوز: فضل حسین اسد

کہیا زینبؑ نے سُن وے آسماناں ڈول نہ جاویں
چھری ہیٹھاں گلا ویرن دا بے تقسیر آوے گا

باب نمبر ۲۔۴ : یثرب کا مسافر سو گیا

آخری ویلے زہراؑ جایا زین توں فرش زمین تے آیا
جانے رب کی راہ وچ ہوئی تیراں نال شبیرؑ دی گل

چلدیئے شبیرؑ یارب

چلدیئے شبیرؑ یا رب سر جھکانے کے لیے
کون ہے اب چادرِ زینبؑ بچانے کے لیے

حشر تک ڈیوڑھی میں ماں کرتی رہے گی انتظار
بھیج کر بشیرؑ کو پانی پلانے کے لیے

مل گئے حیدرؑ کا دل ضبطِ حسنؑ صبرِ حسینؑ
گردنِ اصغرؑ سے پیکاں کھینچ لانے کے لیے

چوم کر بازو کہا شبیرؑ نے ہم تو چلے
تُم رہو تیار زینبؑ شام جانے کے لیے

جن کی آمد سے بنا بُت خانہ خانۂ خدا
رہ گئی اولاد اُن کی قید خانے کے لیے

لاشِ اصغرؑ گود میں ہے اور لاشوں پر نظر
شاہؑ کسے آواز دیں تُربت بنانے کے لیے

چلدیئے شبیرؑ یارب۔۔۔۔

قبرِ اصغرؑ خود بنالی فاطمہؑ کے لال نے
گور میں جھولے کے عادی کو سُلانے کے لیے

آ کے یاعباسؑ دیکھیں بے کسی شبیرؑ کی
آئیں زینبؑ زین پر شاہؑ کو بٹھانے کے لیے

کیوں رہیں ظلمت میں ہم جب کہ نثار اپنے حسینؑ
نور کا مینار ہیں سارے زمانے کے لیے

سوز: فضل حسین اسد

وہ خطبہ تھا کہ ہیبت چھا گئی دربار سارے پر
علیؑ کی شیر دل بیٹی میں حیدر سا جلال آیا

فاطمہؑ کا لال بیکس ہے کوئی ناصر نہیں

فاطمہؑ کا لال بیکس ہے کوئی ناصر نہیں
چور زخموں سے دلِ شبیرؑ ہے دِلبر نہیں

لے چلے تلوار علمبردارؑ تو بولے حسینؑ
جان سنؑ یہ کربلا ہے غزوہِ خیبر نہیں

پشت پر شبیرؑ کے دیکھا تو فضہؑ نے کہا
کاندھے پر اکبرؑ تو ہے جانِ علی اکبرؑ نہیں

شہؑ نے قاسمؑ سے کہا کیا حالِ دل تم سے کہوں
جاتے ہو مرنے کو تم دُنیا میں جب شبرؑ نہیں

چوم کر بازو چلے مولا تو زینبؑ نے کہا
آؤ گے پھر بھائی جاں شہؑ نے کہا خواہر نہیں

زین سے گرتے ہی شہؑ والا نے دیکھا غور سے
زینبؑ علیہؑ کہیں خیمے سے تو باہر نہیں

فاطمہؑ کالال۔۔۔۔۔

ننگے سر زینبؑ ہیں اور نیزے پہ ننگے سر حسینؑ
چادرِ زینبؑ نہیں دستارِ پیمبرؐ نہیں

قیدی مولاؑ کون تھامے گا جو غش آیا تمہیں
ہاتھ زینبؑ کے بندھے ہیں اور جواں باقرؑ نہیں

کیوں نہ آئنگے میرے مولا علیؑ امداد کو
کیا نثارؔ حیدری بیکس کا نوحہ گر نہیں

سوز: فضل حسین اسد

نبیاںؑ ولیاں دے دل ڈولے

نبیاںؑ ولیاں دے دل ڈولے زین تے ڈولے زہراؑ جایا
بے کس پیاسا تپدیاں ریتاں وسدے تیر تے رُکھ نہ سایا

کھچدا برچھی لال علیؑ دا بولدا قاتل شکل نبیؐ دا
توڑ کے سینے پھل برچھی دا صبر حسینؑ میں ازمایا

بانو آکھے دس جا مینوں نظر کیدی لگ گئی اے تینوں
اکبرؑ ماں دیاں سدراں والا سال اٹھارواں راس نہ آیا

پھڑیاں نال ہتھاں دے وکھیاں کم نئیں دیندیاں شاہؑ دیاں اکھیاں
لال بتولؑ دا اُٹھدا بیندا پتر جوان دی لاش لے آیا

رات نوں صغریٰؑ سو نہ سکدی دن چڑھدا تے راہواں تکدی
گرد جے اُڈدی نظری آوے سمجھے میرا قاصد آیا

دل وچ اپنے صغریٰؑ کہندی مرجاواں گی صدمے سہندی
نہ اکبرؑ نوں لائی مہندی نہ میں اصغرؑ ویر کھڈایا

نبیاںؑ ولیاں دے۔۔۔۔

صغریٰؑ دے نہ اتھرو سک دے ڈھلن نہ راتاں دن نہ مک دے
لمیاں تانگاں اُجڑیا ویڑا جندڑی ماں دی دل گھبرایا

ماں مر جاندی اصغرؑ جیویں نیندر تینوں آ گئی کیویں
بھاویں موت نے لوریاں دیتیاں قبر نمانڑی نے پرچایا

وقت نماز تے شاہؑ کج ٹر کے خیمیاں ول تک لیندا مڑ کے
شاید شاہؑ نوں آخری ویلے بھین دی چادر سوچی پایا

بھین نے پھڑ لئی واگ بھرا دی پوچھیا دو جگ دی شہزادی
کون پھڑے گا میریاں بائیں بج دیاں رسیاں شاہؑ فرمایا

آکھیا بھین رکاب نوں پھڑ کے ویرن پیاسا بیٹھ جا چڑھ کے
شام دی منزل زینبؑ جانے رب دے حوالے بابل جایا

پگڑی گل وچ رب دیاں آساں پیراں وچ رہوار دے راساں
سامنے خیمے تے پا لاشا دور مدینہ دیس پرایا

نبیاںؑ ولیاں دے۔۔۔۔

فوج نثار لڑوناں سوکھا تختاں تے بہہ جانا سوکھا
ریت نوں خون پیاوناں اوکھا آلِ نبیؐ نے اے منوایا

سوز: بشیر حسین اسدی

سجادؑ نوں ہوش کراوے اُو کدی روندیاں نوں گل لاوے اُو
کدی روندے بال سماوے اوہ رہ زینبؑ دی اِک جان گئی

کدی ویر نوں کرن اسوار گئی کدی زینبؑ وچ بازار گئی
کدی زینبؑ وچ دربار گئی کدی زینبؑ وچ زندان گئی

جہڑا سوچ دے دیپ جلاوے گا اوہنوں نظر نثار آ جاوے گا
شبیرؑ نے رکھ اِسلام لیا ہمشیر بچا اِیمان گئی

گرتے شبیرؑ کو زینبؑ نے خدایا دیکھا

گرتے شبیرؑ کو زینبؑ نے خدایا دیکھا
سر پہ شبیرؑ کے شمشیر کا سایہ دیکھا

فاصلے فاصلے پر شاہؑ نے پائے بازو
اور عباسؑ کو بن بازو تڑپتا دیکھا

ایسی پردیس گئی جا بسی پردیسیوں میں
پھر سکینہؑ کو مدینہ میں نہ آیا دیکھا

قیدِ تنہائی میں موت آئی سکینہؑ تُم کو
ساتھ میت کے بھی سجادؑ اکیلا دیکھا

رکھ چکے لاشوں میں اکبرؑ کا جو لاشہ لا کر
شاہؑ نے قاصدِ صغریٰؑ کو آتا دیکھا

شمر نے لاشہِ مولاؑ سے ہٹایا ایسا
پھر سکینہؑ نے نہیں سینائے بابا دیکھا

گرتے شبیرؑ کو۔۔۔۔۔

یاد ہے شاہؑ کا سر کاٹا گیا سجدے میں
کوڑا سجادؑ پہ سجدوں میں برستا دیکھا

عابدؑ کہتے تھے کیوں خون نہ روتیں آنکھیں
بے ردا میں نے سرِ دخترِ زہراؑ دیکھا

شاہؑ نے سینائے اکبرؑ سے نکالا بھالا
ساتھ آتے ہوئے اکبرؑ کا کلیجہ دیکھا

زہراؑ کی بیٹی نے کس حوصلے سے بارِ الٰہی
تیر بشیر کی گردن پہ برستا دیکھا

لٹ گئی چادر زینبؑ تو سکینہؑ جاں نے
ہائے عباسؑ کہا جانب دریا دیکھا

آہ بانو نے بھری اور جگر تھام لیا
چہرے پر خون ملے شاہؑ جو آتا دیکھا

گرتے شبیرؑ کو۔۔۔۔۔

آئیں رسی سے بندھی حضرت زینبؑ جو نثار
شام والوں کو مناتے ہوئے میلہ دیکھا

سوز: فضل حسین اسد

رستے میں کئی بار سکینہؑ نے یہ پوچھا
اِمی بھری دُنیا میں کوئی اپنا بھی گھر ہے

پیاسے دی کلی جان اُتے

پیاسے دی کلی جان اُتے پئے مینہ وسدے نے تیراں دے
اُمت نے پردے لٹ لئے نے شبیرؑ دیاں ہمشیراں دے

جد حرؑ شبیرؑ دے کول آیا شاہؑ دوزخ تو آزاد کیتا
مظلومؑ دی نظر کرم ویکھو رخ موڑ دیتے تقدیراں دے

عباسؑ دے مرن دی خبر آئی کہیا زینبؑ اج میں اجڑ گئی
غش کھا گئی جس دم نظر آئی وچ مشک پروئی تیراں دے

میں قاسمؑ نوں پرنایا نہ اکبرؑ نوں سہرا لایا نہ
افسوس میں صغریٰؑ نہ لائی ہتھ مہندی تیرے ویراں دے

مہمان تے پانی بند کیتا ایہو اجرِ رسالتؐ خوب دتا
ہر پاسیوں زہراؑ دے چن تے چھا بدل گئے شمشیراں دے

سر سجدے وچ شبیرؑ دا سی اتے خنجر شمر بے پیر دا سی
مظلومؑ نماز ادا کیتی وچ وسدے پتھراں تیراں دے

پیاسے دی کلی۔۔۔۔۔

اصغرؑ نے کج وی بولیا نہ پر ظالم دا ہتھ ڈولیا نہ
انج جگ دنیا تے نہ ویکھے گل ٹٹ دے بال صغیراں دے

اے کول نانی دے بہندی اے صغریٰ سلمہؑ نوں کہندی اے
میں اجڑی دا نہ ویر آیا بھیناں نوں مان نے ویراں دے

لٹ پیئے گئی خیمے سڑ گئے نے سر نیزیاں اتے چڑھ گئے نے
کس در خیمے ول تکیا نہ کی حال ہوئے دلگیراں دے

کوئی ظلم کرن تو ڈکدا نئیں کوئی ظالم دا ہتھ روکدا نئیں
ہتھ رسیاں دے وچ بندھ گئے نے بے وارث بے تقصیراں دے

کوفے تے شام دے راہواں وچ اہناں سوہنیاں پاک فضاواں وچ
جھنکارا اجے وی آندے نے سجادؑ دیاں زنجیراں دے

اُٹھ منگ نثار جو چاہیدا ہتھ پھڑ کشکول گدائی دا
در مل جائے زہراؑ جائی دا پا ہاڑے وانگ فقیراں دے

سوز: گلزار

شبیرؑ دے گل تے جے شمشیر نہ ہوندی

شبیرؑ دے گل تے جے شمشیر نہ ہوندی
اج خابِ ابراہیمؑ دی تعبیر نہ ہوندی

کھاندی نہ تمانچے ظالم توں سکینہؑ
سجادؑ دے ہتھ پیر تے زنجیر نہ ہوندی

پا دیندے مسلمان تیرے خون تے پردے
مظلومؑ تیرے نال جے ہمشیرؑ نہ ہوندی

ہوندے کدی آزاد جے ہتھ رسیاں تو میرے
بے گور کدی لاش تیری ویر نہ ہوندی

قاسمؑ تیرے باپ نوں کدی زہر نہ ملدا
اُمت نے جے سوچی ہوئی تدبیر نہ ہوندی

جنت کدی جاندا نہ جہنم تو نکل کے
یاور جے کدی حرؑ دی تقدیر نہ ہوندی

شبیرؑ دے گل تے۔۔۔۔

ہوندا کدی عباسؑ تے نہ لٹ دیاں چدراں
تے قید کدی شاہؑ دی ہمشیرؑ نہ ہوندی

حق تیرے دی تکرار کسے نال نہ کردا
جے باغ تیرے بابے دی جاگیر نہ ہوندی

نہ کوئی مسلمان کدی ماردا برچھی
اکبرؑ جے محمدؐ دی تصویر نہ ہوندی

نہ لیندی کلیجے میں نثار آکھیا صغراؑ
اج کول میرے نانے دی تصویر نہ ہوندی

سوز: تنویر حسین بشیر

تیر ہیں شبیرؑ پیاسے کے بدن میں جابجا

تیر ہیں شبیرؑ پیاسے کے بدن میں جابجا
خم کمر میں آچکا ہے اور دم اُکھڑا ہوا

فاطمہؑ کا گھر جلانے کو مسلماں آ گئے
نہ رہا پاسِ نبیؐ اور اُٹھ گیا خوفِ خدا

پی کے آنسوں اور کڑا دِل کرکے چنتے ہیں حسینؑ
ریت پر باغِ حسنؑ کا پھول ہے بکھرا ہوا

دُور سے دیکھا سکینہؑ نے کہ آتا ہے علم
دِل میں سمجھی آبِ دریا لیکے آتے ہیں چچا

آن کر اصغرؑ پہ پوری ہوگئی فُوجِ حسینؑ
ہو گئے شبیرؑ بے کِس کوئی نہ باقی رہا

پھیرتے ہیں ریت کی ڈھیری پہ مولاؑ ہاتھ یوں
آخری بیٹے کو گویا پیار ہے یہ باپ کا

تیر ہیں شبیرؑ ۔۔۔۔۔

موت کو فرصت نہیں اور شاہ دل تھامے ہوئے
لاشہ اِک لاتے ہیں تو گرتا ہے رِن میں دُوسرا

کیوں خدایا چومتے ہیں بازوئے زینبؑ حسینؑ
چومتیں ہیں کس لیے زینبؑ برادر کا گلا

شاہؑ سجدے میں گرے ہیں غیرتِ ابنِ علیؑ
تو خبر لینا کے زینبؑ آ نہ جائیں بے رِدا

جس کے جد کے سر پر بدلی رہتی تھی سایہ فگن
پیاس میں اُس کو کوئی سایہ میسر نہ رہا

تا کہ نہ دیکھے بڑھاپے میں پدر زخمِ جگر
ہاتھ سینے پر علی اکبرؑ نے اپنا رکھ لیا

کر دیا ثابت حبیب ابنِ مظاہر نے نثارؔ
چھوڑ دینا ساتھ یاروں کو نہیں ہرگز روا

سوز:: فضل حسین اسد

پیامیہ تیراں دا وسدا اے

پیا میہ تیراں دا وسدا اے وچ صابر زہرؑا جایا اے
مہمان بنا کے اُمت نے گھٹ پانی توں ترسایا اے

اُٹھ ویرن دکھیا بھین دیا اُٹھ مطلب ماں دے وین دیا
اُٹھ پتر جوان حسینؑ دیا تینوں صغرٰؑی بھین بلایا اے

علی اصغرؑ بول نہ سکدا سی مولؑا آنسو اپنے ڈکدا سی
پیئو پُتر دا مُنہ پیا تکدا سی جدوں حرؔمل تیر چلایا اے

تلوار تے تیر شبیرؑ لئی تن عابدؑ دا زنجیر لئی
دربار دا دُکھ ہمشیر لئی تطہیر دا سِر تے سایا اے

ویلا آخری میرے پیر دا اے کی حال ربا ہمشیر دا اے
وچ سجدے سر شبیرؑ دا اے تلوار دا سر تے سایہ اے

آکھے صغرٰؑی ہر اِک وار دے دِن گئے بابل تیرے پیار دے دِن
آئے ویر دے نال اقرار دے دِن میرا سانس لباں تے آیا اے

پیا میہ تیراں دا ۔۔۔۔۔

ہتھ کمر تے رکھ شبیرؑ ٹرے دریا دے کنارے آن رُکے
ہُن بھائیں تپ دی ریت اُتے دم توڑ دا ویرن پایا اے

بشیرؑ مجاہد مر گئیا اے جھولا نال لہو دے بھر گئیا اے
جھولی ماں دی خالی کر گئیا اے وچ ریت دے آن سمایا اے

لک ٹُٹ گئیا ہن شبیرؑ دا اے رنگ پیلا ہوگئیا پیر دا اے
کیتا ماتم زینبؑ ویر دا اے رِت بھریا علم جو آیا اے

لوکو سنو بات اصول دی نوں کر قیدی بنت بتولؑ دی نوں
اوس دھی پاک رسولؐ دی نوں کیوں وچ دربار بلایا اے

ماں آکھیا لاشِ اکبرؑ نوں رکھیں لاکے کلیجے اصغرؑ نوں
میرے لال خبر ہے مادر نوں دِل تیرا وی زخمایا اے

ہویا حال نثار کی غازیؑ دا سر لے گئیا پاک نمازی دا
منصوبہ ثقیفہ سازی دا اُوہناں لوکاں تُوڑ چڑھایا اے

سوز: بشیر حسین اسدی

یثرب کا مسافر سوُ گیا

چھاؤں میں تیغوں کی یثرب کا مسافر سوُ گیا
دین بچانے کو فقط باقی ہے زینبؑ کی ردا

پیار صغریٰؑ نے لکھا ہے دیں مگر کس کو حسینؑ
قبر میں سوتے ہیں اصغرؑ خالی جھولا ہے پڑا

نامہ بر کس کو سُنائیں نامہءِ صغریٰؑ حسینؑ
مر گئے عبّاسؑ و قاسمؑ اور نہ اکبرؑ رہا

حضرتِ عبّاسؑ کے کانوں میں مرتے دم تلک
حسرتا آتی رہی بچوں کے رونے کی صدا

ہم نہیں آئیں گے اب اور تم طمانچے کھاؤ گی
چومُ کر بیٹی کا سر شبیرؑ بے کس نے کہا

رات کو آؤ گے بابا یہ بتا کے جایئے
روئی بابا سے لپٹ کر اور سکینہؑ نے کہا

چھاؤں میں تیغوں کی۔۔۔۔۔

ہو خُدا حافظ کہ پھر تم سے نہ ملنے پاؤں گی
بھائی کی گردن کے بوسے لے کر زینبؑ نے کہا

چھوڑ کے روتی سکینہؑ آئے میدان میں حسینؑ
شاہؑ کو بچھڑی ہوئی بیٹی کا خط بھی آ گیا

ہو کا عالم ہے کہ کچھ لاشے پڑے ہیں بے کفن
گونجتی ہے دشت میں اک واہ حسیناؑ کی صدا

کِس کے سینے پر میں سوؤں مجھ کو نیند آتی نہیں
رکھ کر سر بابا کے لاشے پہ سکینہؑ نے کہا

ڈھونڈنے نکلی ہے بابا کو سکینہؑ رات میں
نیل گو رخسار ہیں کانوں سے خون بہتا ہوا

کان دُکھتے ہیں تو اُٹھتی ہے تڑپ کر نیند سے
پوچھتی ہے ماں تیرے صدقے سکینہؑ کیا ہوُا

چھاؤں میں تیغوں کی۔۔۔۔۔

بولی زینبؑ اب ہماری چادریں لٹ جائیں گی
خون میں ڈوبا ہوا جب نظر آیا علم عباسؑ کا

آگ کیا پھر سے لگی ہے دامنِ قرآن میں
پھر خیامِ مصطفےٰ سے ہے دھواں اٹھنے لگا

قتل کر دیتے محمدؐ کو مُسلمان بے دریغ
راز یہ کرب و بلا میں قتلِ اکبرؑ سے کھُلا

رہ گئیں تنہا علیؑ کی بیٹیاں بَن میں نثار
سامنے لاشے پڑے ہیں وارثوں کے جابجا

سوز::فضل حسین اسد

کر دیا شبیرؑ نے سجدے میں اپنا سر نثار

کر دیا شبیرؑ نے سجدے میں اپنا سر نثار
نائبِ زہراؑ نے کی تطہیر کی چادر نثار

عرض کی زعفر نے مُولا ازنِ قتل عام دو
یا اجازت دو کہ ہو جنات کا لشکر نثار

مشک تھامی اور سکینہؑ سے کہا عباسؑ نے
پانی لاتا ہوں نہ رو بی بیؑ چچا تم پر نثار

اے سکینہؑ آب خورے چھوڑ کر ماتم کرو
ہوگئے ہیں گھاٹ پر عباسؑ زور آور نثار

جگرِ شبرؑ کی طرح قاسمؑ کے ٹکڑے ہوگئے
فاطمہ کبریٰؑ نے کر دی چادرِ پُر زر نثار

قاصدِ صغریٰؑ تو لایا ہے دُعائے زندگی
ہوچکے اکبرؑ ہیں تو اللہ اکبر پر نثار

کر دیا شبیرؑ نے۔۔۔۔

لاشِ اکبر پر پیامی یوں دُعا کرنے لگا
بھائی صغریٰؑ کا جییئے ہو جائے نامہ بر نثار

اِستغاثہ سُن کے شاہ کا جھوُلے سے اصغرؑ گرے
ہوگئے بے شیر تو آواز ہی سُن کر نثار

مؤمنوں پیٹو کہ اب کوئی نہ بے کس کا رہا
باپ پر ہونے چلا ہے ننھا سا ناصر نثار

جان دی ابن علیؑ نے بھی نمازِ حق میں یوں
جیسے سجدے میں ہوئے نامِ خدا حیدرؑ نثار

ہچکیاں لیتے ہوئے زینبؑ پکاریں یا اخی
چوم لینے دو مجھے سوکھا گلا خواہر نثار

دے دیا راہِ خدا زینبؑ نے اپنا گھر بھرا
کردیئے غربت میں شاہؑ نے اکبرؑ و اصغرؑ نثار

کردیا شبیرؑ نے۔۔۔۔

دی تھی حیدرؑ نے رکوع میں نذرِ حق انگشتری
حضرت شبیرؑ نے انگوٹھی کی مر کر نثار

کوفیوں خیموں میں کیا باقی ہے جب سیدانیاں
کر چکیں بھائی ، بھتیجے ، بیٹے اور شوہر نثار

سوز: تنویر حسین بشیر

خالی گھوڑا شاہؑ دا آیا اے پگ پاک رسولؐ دی لایا اے
گھیرا پیٹن والیاں پایا اے بے وارث رج کرلائیاں نے

باب نمبر ۵۔۲ : شامِ غریباں

ظالماں ظلم نہ کیتے تھوڑے لاشے تے پئے بھج دے گھوڑے
کھسیاں چدراں وسدے کوڑے سڑ دے خیمے اڈن سواواں

عریاں تنِ شبیرؑ پڑا رہ گیا رن میں

عریاں تنِ شبیرؑ پڑا رہ گیا رن میں
اور زینبؑ و کلثومؑ کے بازو ہیں رسن میں

اسلام پہ سر دُوں گا میں تم چادریں دینا
یہ تہہ ہوا عاشور کی شب بھائی بہن میں

زنداں سے اُٹھا کب تھا سکینہؑ کا جنازہ
تھی حسرت و ارمان مدینہ دفن میں

گھوڑے سے گرے شاہ تو زینبؑ نے صدا دی
بھیا ہو اجازت تو چلی آؤں میں رن میں

بابا میں تمہیں کیسے کلیجے سے لگاؤں
ہر سمت تو ہیں ڈوبے ہوئے تیر بدن میں

کوثر سے میں نہلاتی کفن خلد سے آتا
بھیا تیری ہمشیر اگر ہوتی وطن میں

عریاں تنِ شبیرؑ-----

وہ دن ہے مجھے یاد کہ شرمایا تھا سورج
سر سے جو ردا اتری تھی زینبؑ کی وطن میں

جب غسل لگے دینے سکینہؑ کو تو دیکھا
تھے نیل بھی کوڑوں کے سکینہؑ کے بدن میں

سوز: فضل حسین اسد

دیکھے تو نثار آج کوئی حرؑ کا مقدر
دوزخ سے چلا آ گیا کوثر کے کنارے

سایہ نہ اُٹھے باپ کا اولاد کے سر سے

سایہ نہ اٹھے باپ کا اولاد کے سر سے
آتی ہے سکینہؑ کی صدا خیمے کے در سے

خط آیا ہے صغراؑ کا اُسے جا کے لے آؤ
شبیرؑ نے یوں رو کے کہا لاشِ پسر سے

اصغرؑ نے زبان خشک اِدھر ہونٹوں پہ پھیری
پیغامِ قضاء لے کے چلا تیر اُدھر سے

دفنا چکے اصغرؑ تو اُٹھے جھاڑ کے دامن
اور قبر کو دیکھا کیے حسرت کی نظر سے

اصغرؑ کے لگا تیر تو ماں سر پیٹ کے بولی
اے کاش اُتر جاتی میں صدقے تیرے سر سے

شاہؑ ڈوبے ہوئے سوچ میں خیمے کو چلے ہیں
ہاتھوں سے کمر تھام کے اور دیدۂ تر سے

سایہ نہ اُٹھے۔۔۔۔۔

رُخ جانبِ دریا کیا زینبؑ نے پکارا
عباسؑ ہے لٹ جانے کو چادر میرے سر سے

رُخ پھیرا ابراہیمؑ نے دیکھا نہیں جاتا
کھینچی جو سناں شاہؑ نے اکبرؑ کے جگر سے

ٹکڑے تنِ قاسمؑ اُٹھا کے چلے شبیرؑ
خوں نکلنے لگا خلد میں شبرؑ کے جگر سے

کس طرح اُٹھے خیمائے زینبؑ سے خدایا
اُٹھے نہ جنازے یوں بہتر (۷۲) کسی در سے

اب کس نے جلائے ہیں نثار آ کے یہ خیمے
پھر شعلے اُٹھے احمد مختارؐ کے گھر سے

سوز: فضل حسین اسد

کیوں چاک گریباں

کیوں چاک گریباں سکینہؑ کا ہوا ہے
کیا سایائے شبیرؑ ابھی سر اُٹھا ہے

کس کے لئے چھوٹا سا گڑا کھود رہے ہیں
کس کا لہو شبیرؑ نے چہرے پہ ملا ہے

برچھی کے نکلنے کا نہ دیکھا گیا منظر
روتے ہوئے نبیوںؑ نے بھی مُنہ پھیر لیا ہے

پٹی نہیں آنکھوں پہ حسینؑ ابن علیؑ کے
اور بیٹا جواں سامنے دم توڑ رہا ہے

لاشوں میں جو عونؑ و محمدؑ کا ہے جوڑا
ہمشیر نے شبیرؑ کے صدقے میں دیا ہے

شبیرؑ جھکے آتے ہیں اکبرؑ کے سہارے
کیا شاہؑ کا علمدارؑ کمر توڑ گیا ہے

کیوں چاک گریباں۔۔۔۔۔

مظلومؑ کی خط پہ کبھی لاشوں پہ نظر ہے
حیران پیامی ہے کہ یہ ماجرا کیا ہے

صغراؑ نے لکھا خط میں سلامت رہے یارب
اکبرؑ میرے بابا کی ضعیفی کا عصا ہے

پیاسے کو قضاء سانس بھی لینے نہیں دیتی
لایا ہے ابھی لاش ابھی لینے چلا ہے

گھوڑے سے گرے شاہؑ تو تیروں نے سمبھالا
زینبؑ نے پسِ پردا سے یہ دیکھ لیا ہے

سایہ ہے فقط دُھوپ کا یا لو کے تھپیڑے
اور کچلا ہوا لاشائے شبیرؑ پڑا ہے

کیوں سر پہ سکینہؑ کے نہیں چھوٹا سا برقع
اظہارِ یتیمی ہے کہ سر خاک بھرا ہے

کیوں چاک گریباں۔۔۔۔۔

سجادؑ چلے شام کو ہو خیر خدایا
پردیس ہے غربت ہے یتیمی ہے جفا ہے

شہزادیاں عالم کی چلیں جانبِ کوُفہ
نعلین ہیں پاؤں میں نہ برقع نہ رِدا ہے

پہنچو بھی نثار عاصی کی امداد کو موُلا
عباسؑ علمدار کی خدمت میں دُعا ہے

سوز: فضل حسین اسد

لشکراں وچ بھین نوں

لشکراں وچ بھین نوں اک جان ڈسدی ویر دی
منگدیاں نے خیر حرمائ زینبؑ دلگیر دی

وسدا سی بھر پور وہڑا کھا گئی کس دی نظر
ہو گئی برباد بستی کس طرح شبیرؑ دی

جہڑے ہاشم دے محلے کل اجے سن رونقاں
اوتے اج فریاد صغریٰؑ دی کلیجہ چیر دی

کس طرح ٹردا بھلا او ذوالجناحِ باوفا
پیر دُلدُل دے پکڑ بیٹھی سی دھی شبیرؑ دی

منزلاں وچ لاڈلی نوں نیند کیویں آئے گی
اُوتاں اے عادی خدایا سینائے شبیرؑ دی

کُرسیاں تے بیٹھے سن زینبؑ دے نانے دے غلام
کہ رسن بستہ ہے دُخترِ شاہِ خیبر گیر دی

لشکراں وچ۔۔۔۔۔

مر گیا اکبرؑ تے بی بیؑ تیرا قاصد پہنچیا
گل نہ اکبرؑ نے سنی صغراؑ تیری تحریر دی

صاحبِ غیرت مسلماں بھل نئ سکدے نثار
نیچاں دا دربار پیشی وارثِ تطہیر دی

سوز: بشیر حسین اسدی

بن کفنوں پیر شبیرؑ دیسے بن چادر دے ہمشیر دیسے
علی عابدؑ وچ زنجیر دیسے پیاء غش وچ کوڑے کھاندا جے

اکھ مل زینبؑ ویکھ دی اے

اکھ مل زینبؑ ویکھ دی اے نئیں ویر پچھانیاں جاندا جے
گل پہن لِباس غریبی دا سردار غریب کہاندا جے

ویکھو ابراہیمؑ خلیلِ خدا برچھی تے کلیجہ اکبرؑ دا
کلّا لعل بتولؑ دا صلی اللہ پیاء لاش جوان دی چاندا جے

بن کفنوں پیر شبیرؑ دیسے بن چادر دے ہمشیر دیسے
علی عابدؑ وچ زنجیر دیسے پیاء غش وچ کوڑے کھاندا جے

بیمار تصور کردی اے اصغرؑ نوں سکینہؑ پھڑ دی اے
گلاں توتلیاں وچ گودی دے ہمشیر نوں ویر سناندا جے

جس بستی پیو دا راج اُوتھے ڈھی چادر دی محتاج اُوتھے
زینبؑ دیاں نبزاں ڈوبدیاں نے دِل سینے وچ گھبراندا جے

روح اکبرؑ دی اُڈ جاوے گی اوہنوں موت یقیناً آوے گی
شبیرؑ دی یارب خیر ہووے پیاء برچھی نوں ہتھ پاندا جے

اکھ مل زینبؑ ویکھ۔۔۔۔۔

اوہدا غازیؑ کمر نوں توڑ گیا اوہدا قاسمؑ جگر مروڑ گیا
اوہدا اکبرؑ نظر وی چھوڑ گیا اوہنوں رستہ نظر نہ آندا جے

سینے کھا کے زخم بہتر دے لے بوسے بھین دی چادر دے
پا مٹیاں سر وچ دختر دے اوہنوں آپ یتیم بناندا جے

گل حق دی نثارتوں کہہ دے کھری جینوں غیرت نئ جے زینبؑ دی
پچھو اوس نوں پاک محمدؐ دا کیوں کلمہ گوہ کہلاندا جے

سوز: بشیر حسین اسدی

ارمان رہیا ارمان رہیا

ارمان رہیا ارمان رہیا کیوں بعد حسینؑ جہان رہیا
مظلوم دا صدقہ صلیٰ اللہ ایمان رہیا قرآن رہیا

کہیا زینبؑ آساں توڑ دیو چدراں دی ضمانت موڑ دیو
دُکھیاریو بیبیوں زینبؑ دا غازیؑ نہ رہیا نہ مان رہیا

کدی اکبرؑ وار وکھایا شاہؑ کدی اصغرؑ نوں دفنایا شاہؑ
اکبرؑ دی اذان توں پیشی تک شاہؑ بچڑے کردا دان رہیا

پئے حال خلیلؑ وی تکدے سن نبیؑ ذکریا آنسوڈ کدے سن
پیوء سینیوں برچھی کڈدا رہیا دم توڑ دا پتر جوان رہیا

فرمایا حرؑ نوں زینبؑ نے نہیں بھلنے ویرا اے صدمے
افسوس کے بھکیاں پیاسیاں دا دو گھڑیاں توں مہمان رہیا

کِسے قاری نمازی تکیا نہ کِسے تیر ستم دا ڈکیا نہ
وچ گودی پیوَ دی ہوٹھاں تے دُودھ والا پھیر زبان رہیا

ارمان رہیا۔۔۔۔

کدی بانگ اکبرؑ دی رُکنی نئ کدی پھوڑی شاہؑ دی مُکنی نئ
کدی ظلم کہانی لُکنی نئ ایہہ زینبؑ دا احسان رہیا

تیرا دردی کوئی آیا نہ کِسے شمر توں آن چھڈایا نہ
تیری قبر نہ دادی گول بنیں ارمان سکینہؑ جان رہیا

اکھ غیر دی در توں دُور کیتی دربانی خود منظور کیتی
وچ قید اِمامؑ زمانے دا بن زینبؑ دا دربان رہیا

پئی روندی تے شرماندی سی میں زینبؑ ہاں فرماندی سی
زینبؑ نہ پچھانی جاندی سی دِل صغریٰؑ دا حیران رہیا

ماتم دیاں بندشاں کُھلیاں نہ زینبؑ نوں قیداں بھلیاں نہ
ماں گول وی جاکے رسیاں دا وچ گردن پاک نشان رہیا

سچ بات نثار نے بول دیتی پیاسے نے حقیقت کھولدیتی
وچ گردناں دے قرآن رہیا پر دِل وچ نہ ایمان رہیا

سوز: بشیر حسین اسدی

ہوا جو کرب و بلا میں ستم کی بات کروں

ہوا جو کرب و بلا میں ستم کی بات کروں
کس طرح گزری ہے زینبؑ پہ بیاں رات کروں

غازیؑ آ جاؤ یتیموں کو سمبھالو آ کر
تم سے پھر شام کے بارے میں کوئی بات کروں

جب سناں سینے سے نکلی تو یہ اکبرؑ نے کہا
درد تھم جا کہ میں بابا سے کوئی بات کروں

کیا خطا تھی میرے اصغرؑ کی یہ بانو نے کہا
حرملا سامنے آئے تو سوالات کروں

بس میں ہوتا تو بدلتی تیرا پہلو اصغرؑ
کاش تربت کا پتہ ہو تو ملاقات کروں

میں نہ پل بھر کو جدا بابا کے سینے سے ہوئی
امی بتلائیں کہ میں کیسے بسر رات کروں

ہوا جو کرب و بلا۔۔۔۔

کس طرح تیر لگا کس طرح گردن ٹوٹی
شاہؑ کہتے تھے بیاں کس سے یہ حالات کروں

گر کے لاش پہ برادر کے یہ زینبؑ نے کہا
کس سے میں اپنے اجڑنے کی شکایات کروں

لوگ رونے نہیں دیتے تیرے لاشے پہ مجھے
دل میں حسرت ہے کہ ماتم تیرا میں دن رات کروں

حرؑ سے زینبؑ نے کہا بھائی میں شرمندہ ہوں
خود میں پیاسی ہوں تو کیا تیری مدارات کروں

سر پہ وارث بھی نہیں گود میں اصغرؑ بھی نہیں
بولو فضہؑ کہ میں کیسے یہ بسر رات کروں

تجھ پر صدقے میں کروں عونؑ و محمدؑ بھیا
پیش چادر کے سواء کیا تمہیں سوغات کروں

ہوا جو کرب و بلا۔۔۔۔۔

بنت زہراؑ ہے مجھے تیرے مصائب کی قسم
دن گزر جائے تو رونے میں بسر رات کروں

فقط اک حسرت ہے میرے دل میں نثارؔ
آپ کے پاک مزاروں کی زیارات کروں

سوز: فضل حسین اسد

فریاد محمدؐ صلی اللہ

فریاد محمدؐ صلی اللہ سر ننگے زہراؑ جائیاں نے
گھر آخری سڑدا فاطمہؑ دا اکھی ویکھیا موت ستائیاں نے

خالی گھوڑا شاہؑ دا آیا اے پگ پاک رسولؐ دی لایا اے
گھیرا پیٹنڑ والیاں پایا اے بے وارث رج کرلائیاں نے

کوفے آکھے سکینہؑ جاواں میں پتہ مسلمؑ دا جے پاواں میں
اوہنوں رو رو حال سناواں میں مینوں شمر چپیڑا لائیاں نے

لولاک توں قافلہ آیا نظر عباسؑ نہ قاسمؑ تے اکبرؑ
بابل نہ سکینہؑ ویر اصغرؑ سر مٹیاں پھوپھیاں پائیاں نے

لیا روضے رسولؐ تے گھیرا پا کہیا بیبیاں نانا واویلا
اساں چادراں دتیاں راہِ خدا جاناں دتیاں ساڈیاں سائیاں نے

ڈٹھا عابدؑ نوں غش کر گئی اے دکھی زینبؑ بی بی ڈر گئی اے
کسے آکھیا صغریٰؑ مر گئی اے اوہدا کیتا خون جدائیاں نے

فریاد محمدؐ صلی اللہ۔۔۔۔۔

آکھے صغرٰی یتیمی پئی مائیں کاہنوں تتڑی نہ مر گئی مائیں
میرے دل دے دل وچ رہی مائیں میرے ویر نہ مہندیاں لائیاں نے

روندی شامِ غریباں آ گئی اے کالی بن کے چادر چھا گئی اے
پہرے دین والی گھبرا گئی اے شاہِ نجف اے ڈیراں لائیاں نے

اوہدا وارث کوئی آیا نئیں اوہدا پاسا کسے پرتایا نئیں
اوہدا لاشہ کسے نے چایا نئیں جنے سب دیاں لاشاں چایاں نے

دو تھریاں شاہِ لولاکِ دیاں آیات کلامِ پاک دیاں
پا کے سر تے چدراں خاک دیاں نانے دیاں دین دُھائیاں نے

بھاویں دُور نثار اویس رہیا لقب عاشق صادق دا پایا
ابولہب جیاں رہ کے کول سدا گستاخیاں حاصل پائیاں نے

سوز: بشیر حسین اسدی

آہوش میں سجادؑ کہ گھر جل گئے سارے

آ ہوش میں سجادؑ کہ گھر جل گئے سارے
سب ٹوٹ گئے زینبؑ مضطر کے سہارے

یہ تیرا ہی دل ہے کہ سناں کھینچی ہے تو نے
صدقے تیرے شبیرؑ براہیمؑ پکارے

خط لکھتی ہے شکوں کے اُسے کون بتائے
تو لٹ گئی صغراؑ تیرے بھیا گئے مارے

لکھا ہے مجھے صدقے میں اصغرؑ کے بُلا لو
دم گھٹتا ہے بھیا میرا تنہائی کے مارے

ہاتھوں پہ اُٹھا کے کہا شبیرؑ نے لوگو
بچہ میرا دم توڑتا ہے پیاس کے مارے

حرملہ نے کہا تیر چلا کر شاہِ دیںؑ سے
آتا ہے ابھی جامِ قضا پاس تمہارے

آ ہوش میں سجادؑ ۔۔۔۔۔

شبیرؑ لحد کھود کر یہ سوچ رہے ہیں
اب کس سے کہیں قبر میں اصغرؑ کو اُتارے

بھیا تیرے بازوں مجھے رستے میں ملیں ہیں
یہ کیا ہے یہاں تُم ہو وہاں بازوں تمہارے

گھوڑے کے قدم تھام کے کہتی تھی سکینہؑ
بابا ہو مُجھے چھوڑ چلے کس کے سہارے

مارے ہیں تمانچے مُجھے بالوں سے پکڑ کر
دُر کھینچ کے ظالم نے ہیں کانوں سے اُتارے

اُمت نے دیا خوب ہمیں اجرِ رسالت
دستارِ نبیؐ لوٹی ہے برقعے بھی اُتارے

میں آخری رخصت کے لئے آئی ہوں بھیا
غازیؑ کو پکارو ہمیں محمل سے اُتارے

آ ہوش میں سجاد۔۔۔۔۔

بیٹھی ہے یتیموں کو جلے خیمے میں لے کر
سیدانیاں تنہا ہیں کہ وارث گئے مارے

بابا مجھے اِک پل کو ہی سینے سے لگالو
دن بھر سے ہوں بے چین بہت درد کے مارے

دیکھے تو نثار آج کوئی حرؑ کا مقدر
دوزخ سے چلا آ گیا کوثر کے کنارے

سوز: فضل حسین اسد

پہرے ویکھو یا علیؑ حرؑ ماںؑ دی پہرے دار دے

پہرے ویکھو یا علیؑ حرماںؑ دی پہرے دار دے
پیشی زینبؑ دی اجے باقی اے وچ دربار دے

اے مسلماناں دی غیرت آ خدا دے واسطے
امتی سیدانیاںؑ نوں تازیانے مار دے

ٹریا جاندا طوق والا منزلاں دا ماریا
ڈگمگاندے نیں قدم رفتار وچ بیمار دے

سورجا کیوں کلمہ گویاں وانگ ہویوں بے وفا
کھلے نیں دیدے تیرے تے وال پردے دار دے

دور ہون کوڑے چپیڑاں تے رسن دا آ گیا
کر چکے نیں امتی کم تیر تے تلوار دے

قافلہ شبیرؑ دا ہائے اجے کج دور سی
وین شیریں نے سنے زنجیر دی جھنکار دے

پھرے ویکھو۔۔۔۔۔

نال ہی لاشاں دے چا پامال کیتے ظالماں
قبر اصغرؑ دی تے دو بازو علمبردارؑ دے

آکھیا صغریٰؑ نے بھیج اکبرؑ نوں ہن نہ دیر کر
واسطے بابل سکینہؑ نال تینوں پیار دے

کاش کہندی اے سکینہؑ میں نہ پانی منگدی
چاچاجی پانی دے خاطر زندگی نہ وار دے

بی بی صغریٰؑ تیرے قاصد دیر لائی سی ضرور
سن اڈیکاں پیاسے نوں تیراں دے وچ بوچھاڑ دے

کوئی نہ رویا جناندی لاشاں تے وچ کربلا
لال نئیں زینبؑ دے تے پوتے جعفرِ طیار دے

مادرِ حسنینؑ نے کیتے میرے نوحے قبول
بھاگ جاگے نیں نثارِ حیدری بدکار دے

سوز: بشیر حسین اسدی

نثارؔ ثانیِ زہراؑ کی یہ عنایت ہے

تو منتخب ہوا شبیرؑ کی ثناء کے لیے

ہوئے اسیر حرمؑ دِین کی بقاء کے لیے
اُٹھائے ہاتھ رسن میں نہ بدُعا کے لیے

لپٹ کے لاشائے اکبرؑ سے ماں یہ کہتی تھی
تمہیں شباب بھی آیا تو بس قضاء کے لیے

سوال کرتی تھی زینبؑ کہ اے مُسلمانوں
بس اِک رِدا کوئی دے دو مجُھے خُدا کے لیے

دیکھا کے فاطمہؑ اپنے شکستہ پہلو کو
سنوارہ کرتیں تھیں زینبؑ کو کربلا کے لیے

نجف سے آؤ کہ شہزادیاں کھُلے سر ہیں
کفن بھی لائیے مظلومِ کربلاؑ کے لیے

ہوئے اسیر حرمؑ۔۔۔۔

نہ جانے دیتی کبھی جانتی اگر صغریٰ
چلے ہیں چھوڑ کے بابا مجھے سدا کے لیے

قدم قدم پہ ہیں بیمارؑ نے کیے سجدے
گلے میں طوق بھی پہنا تیری رضا کے لیے

جہاں جہاں سے اسیرانِ کربلا گزرے
وہاں وہاں پہ صفیں بچھ گئیں فغاں کے لیے

وُہ پیاس سؤلہ پہر کی گلا تہہِ خنجر
عجیب شان کا سجدہ تھا کبریا کے لیے

بتایا رکھ کر جہاں کو گلا تہہِ خنجر
کہ مؤت چیز ہے کیا مؤت آشنا کے لیے

نثار ثانیِ زہراؑ کی یہ عنایت ہے
تو منتخب ہوا شبیرؑ کی ثناء کے لیے

سوز: فضل حسین اسد

تطہیر کے پلے ہیں رسی میں جو گلے ہیں
اہلِ حرمؑ چلے ہیں زہراؑ کا گھر لُٹا کے

باب نمبر ٦۔٢: رات غریبوں کی ڈھلی

اُجڑی ہوئی یہ مائیں کس دِل سے شام جائیں
اصغرؑ سے لاڈلوں کو زیرِ زمیں سُلا کے

لو رات غریبوں کی ڈھلی وقتِ سحر ہے

لو رات غریبوں کی ڈھلی وقتِ سحر ہے
اور زینبؑ و کلثومؑ کا آغازِ سفر ہے

رستے میں کئی بار سکینہؑ نے یہ پوچھا
اِمی بھری دُنیا میں کوئی اپنا بھی گھر ہے

آثار سکینہؑ پہ یتیمی کے ہیں ظاہر
رُخ پہ ہیں طمانچوں کے نشاں خاک بسر ہے

زینبؑ نے کہا لاشائے عباسؑ پہ آ کے
بھیا میری چادر کی بھی کچھ تم کو خبر ہے

کسِ شان سے بے کس نے کیا آخری سجدہ
سجدے میں تنِ پاک ہے اور نیزے پہ سر ہے

عرُیاں ہے گرم ریت پہ مظلوم کا لاشہ
اب دوش محمدؐ ہے نہ جبرئیلؑ کا پر ہے

لو رات غریبوں۔۔۔۔۔

زخمائی ہوئی طوق سے سجادؑ کی گردن
ہے پاؤں میں زنجیر تو وہ خون میں تر ہے

شہزادیؑ کی آمد ہے در و بام سجے ہیں
اور مُسلمؑ بے کس کا درِ کوفہ پہ سر ہے

سجادؑ سے زینبؑ نے کہا راہ یہ بدلو!
کہتے ہیں اسی راہ میں شیریں کا بھی گھر ہے

ہے جام مودت کے یہ بی بی ہوئی آنکھیں
ہر جام چھلکتا ہوا پیاسوں کی نظر ہے

ہے ساتھ جو سر نیزے پہ ہمِ شکل نبیؐ کا
ہر آن اُسی نیزے پہ لیلیٰؑ کی نظر ہے

زندہ ہے تیرا نام نثار اور رہیگا
مداحیِ شبیرؑ میں کیا کم یہ ثمر ہے

سوز: فضل حسین اسد

شبیرؑ دے ماتم دا زینبؑ لے دل دے وچ ارمان گئی

شبیرؑ دے ماتم دا زینبؑ لے دِل دے وچ ارمان گئی
گھر ماں دا جوڑی پتراں دی نالے چادر کر قربان گئی

ہر منزل میں دُکھ جالاں گی تیرے نام دے دیوے بالاں گی
شبیرؑ دے لاشے تے زینبؑ کر جاندی وار زبان گئی

سجادؑ نوں ہوش کراوے اُو کدی روندیاں نوں گل لاوے اُو
کدی روندے بال سماوے اوہ رہ زینبؑ دی اِک جان گئی

ہتھ رب دے ساریاں شرماں سن حیران یتیم تے حرماںؑ سن
جدوں بلدی اگ دے وچ زینبؑ سجادؑ نوں ہوش کران گئی

کدی ویر نوں کرن اسوار گئی کدی زینبؑ وچ بازار گئی
کدی زینبؑ وچ دربار گئی کدی زینبؑ وچ زندان گئی

تینوں بابل آیا لین لئی یا آپ گئیوں دُکھ کہن لئی
ماں آکھیا لاش سکینہؑ تے کج دس جا میں قربان گئی

شبیرؑ دے ماتم دا۔۔۔۔

وَل فرات دے جا نہ سکی ہتھ پیو دی لاش نوں جا نہ سکی
افسوس کہ جھڑکاں شمر دیاں کیویں سہندی سکینہؑ جان گئی

کہیا زینبؑ نے دُکھیاریاں نوں نالے منزلاں موتاں ماریاں نوں
غم دے کے سکینہؑ ساریاں نوں وچ جنت ویر کھڈان گئی

پلا جسدا کدی سِروں جھڑیا نہ جدوں جھڑیا تے سورج چڑھیا نہ
کِس حال او بعد بھراواں دے بن شامیاں دی مہمان گئی

بھاویں ہے سی حال فقیراں دے نالے بیٹھی نال اسیراں دے
بن ویکھ شواواں نور دیاں ہند زینبؑ نوں پہچان گئی

راہ حق وچ سب کجھ وار گئی بجھ رسیاں وچ بازار گئی
نئی گنتی دے وچ آسکدے جہڑے زینبؑ کر احسان گئی

جہڑا سوچ دے دیپ جلاوے گا اوہنوں نظر نثار آجاوے گا
شبیرؑ نے رکھ اِسلام لیا ہمشیر بچا اِیمان گئی

سوز: بشیر حسین اسدی

کربلا توں ٹرپیا آلِ نبیؐ دا کارواں

کربلا توں ٹرپیا آلِ نبیؐ دا کارواں
منزلاں لمیاں تے پیری ساربان دے بیڑیاں

محملاں توں ڈگ پیاںں عباسؑ وانگن بیبیاں
وارثاں دے لاشیاں نوں ویکھ کے بے وارثاں

بھین دے لاشے تے رو کے آکھیا سجادؑ نے
مل گئیاں تینوں سکینہؑ قید توں آزادیاں

شام دے زندان وچ آ کے سکینہؑ مر گئی
کھل گئی رسی گلے دی مُک گئیاں نے منزلاں

بے کفن شبیرؑ دے لاشے تے کہندی سی رُبابؑ
مینوں اصغرؑ دی قسم بیٹھاں گی جیوندے جی نہ چھاں

کس طرح طے کیتیاں نے منزلاں سجادؑ نے
راہ دے وچ بیمار نوں ملیا کیتے سایہ نے چھاں

کربلا توں ٹر پیا۔۔۔۔

سوچ دی رہندی اے صغریٰؑ کی ہویا پردیس وچ
ویر نہ آیا تے آیاں خبراں نہ بھیناں دیاں

مار کے کوڑے اُٹھایا بیبیاںؑ ہر لاش توں
ٹُر پیاں مجبور ہو کے روندیاں کُر لاندیاں

کربلا توں شام تک تے شام توں فیر کربلا
ہوئیاں نہ رسماں ادا شبیرؑ دے چہلم دیاں

لائی نہ بہناں نے مہندی پیو نہ سہرا ویکھیا
وین کردی بہہ گئی اے لاش تے اکبرؑ دی ماں

جس طرح زہراؑ دے گھر بربادیاں آئیاں نثار
آن نہ یارب کسے دے گھر تے انج بربادیاں

سوز: بشیر حسین اسدی

پے گیا افسوس زخماں دا کفن

پے گیا افسوس زخماں دا کفن شبیرؑ نوں
خاک دی چادر ملی شبیرؑ دی ہمشیر نوں

آرزوواں ماں دیاں چڑھ کے جوانی مر گئیاں
نہ رہیا اکبرؑ اڈیکاں رہ گئیاں ہمشیر نوں

رکھدا اے اک لاش تے ڈگدا اے رن وچ دوسرا
دے قضا وقفہ ذرا دم لین دے شبیرؑ نوں

کر دی سی فریاد زینبؑ بھائی جے نہ بھج دیاں
کھچ کے کڈدی ویر دے جسموں میں اک اک تیر نوں

ماریا بُھک پیاس دا بے چین سی پر سو گیا
قبرِ اصغرؑ لوریاں دیندی رہی بشیر نوں

آہ حسیناؑ کہہ کے اپنی گرداناں وچ پا لیا
بیبیاںؑ رسیاں نوں تے سجادؑ نے زنجیر نوں

پے گیا افسوس۔۔۔۔۔

جاندی واری شاہؑ نے بے وارثاں نوں آکھیا
باقی دا کم سونپیاں میں زینبؑ دلگیر نوں

کہہ گئے وچ اسلام دی چولی نثار
وکھیا زور علیؑ یا سجدہِ شبیرؑ نوں

سوز: بشیر حسین اسدی

تیسرا باب: تحفظِ کربلا

باب نمبر ۳-ا : منزلِ کوفہ وشام

زینبؑ ہے بال کھولے امت ہے تیر تولے

پوچھو نہ شام کی جب یہ حال ہیں وطن کے

بھولے نہیں تھے نوحے مظلومِ کربلا کے

بھولے نہیں تھے نوحے مظلومِ کربلا کے
ہونے لگے ہیں ماتم زینبؑ تیری رِدا کے

تطہیر کے پلے ہیں رسی میں جو گلے ہیں
اہلِ حرمؑ چلے ہیں زہراؑ کا گھر لُٹا کے

پایا نہ شاہؑ کا سینہ گزرا سوا مہینہ
اور مر گئی سکینہؑ رو رو کے بلبلا کے

خیموں میں جن کے کل تک عباسؑ کا تھا پہرہ
قیدی بنی ہوئیں ہیں پہروں میں اشقیاء کے

باقرؑ ہیں اتنے کمسن یا طوق اتنا بھاری
سجادؑ چل رہے ہیں گردن کو یوں جُھکا کے

بیٹھی نہ چھاؤں میں اور ٹھنڈا پیا نہ پانی
سوئی نہ بی بی زینبؑ بستر کبھی بچھا کے

بھولے نہیں تھے نوحے۔۔۔۔۔

اُجڑی ہوئی یہ مائیں کس دِل سے شام جائیں
اصغرؑ سے لاڈلوں کو زیرِ زمیں سلا کے

سجادؑ ناتواں کو پہنا کے طوق و بیڑی
کہتا ہے کوڑھ والا چلنا قدم اُٹھا کے

پرُ خار راستوں میں آنسو لہو کے بھر کر
رونے لگے ہیں چھالے قیدی برہنہ پا کے

زینبؑ کی اِک صدا پر مردانِ اہلِ ہاشم
حاضر جناب علیہؑ کہتے تھے سر جھکا کے

مشکل کشا بتائیں مولاؑ تیرے سِوائے
آزردہ دِل دِکھائے کس کو نثار جا کے

سوز: فضل حسین اسد

علیؑ کے شہر کوفہ میں سماں زینبؑ پہ کیا آیا

علیؑ کے شہرِ کوفہ میں سماں زینبؑ پہ کیا آیا
کُجا برقعہ شریعت کا ردا کا بھی نہیں سایا

جنازہ جس کی مادر کا اُٹھا تھا پردائے شب میں
زمانہ اُس کی بیٹی کو سرِ بازار لے آیا

سجے ہیں بام و در کوفہ میں آمد ہے اسیروں کی
تماشہ آل احمدؐ کا مسلماں دیکھنے آیا

کہا رو کر سکینہؑ نے چچا مسلمؑ دُھائی ہے
وہ دیکھو پھر مجھے ظالم طمانچے مارنے آیا

وہ خطبہ تھا کہ ہیبت چھا گئی دربار سارے پر
علیؑ کی شیر دل بیٹی میں حیدر سا جلال آیا

درازی منزلوں کی ریت کے تپتے ہوئے رستے
انوکھا سارباں ہے بیڑیاں پہنے ہوئے آیا

علیؑ کے شہر کوفہ میں۔۔۔۔۔

کہا سجادؑ سے زینبؑ نے رو کے کچھ تو بتلاؤ
نجف سے لیکر چادر کیوں میرا بابا نہیں آیا

جہاں بابا کی شاہی تھی اُسی دربار میں زینبؑ
نثارؔ آئی برہنہ سر یہ کیسا انقلاب آیا

سوز: بشیر حسین اسدی

شہزادی آئی کوفے دی

شہزادیؑ آئی کوفے دی شہزادہؑ نال مہاری اے
صلوات کنیزاں پڑھدیاں نے تطہیر دی پردے داری اے

کدی پردے آپ بناندی اے کدی بیبیاں نوں پرچاندی اے
کدی روندے بال سواندی اے اِک زینبؑ درداں ماری اے

آکھے صغریٰؑ سڑ گیا سینہ اے میرا اُجڑیا شہر مدینہ اے
خوش قسمت بھین سکینہؑ اے جہڑی چاچا جی نوں پیاری اے

اوہدا غازیؑ ویرن مر گیا اے دل اکبرؑ زخمی کر گیا اے
سر ویر دا نیزے چڑھ گیا اے اوہدی چادر شمر اُتاری اے

اوہدے سر تے چھاں یٰس دی اے نالے بھین امام مبین دی اے
بی بیؑ پاک محافظ دین دی اے بھاویں قیداں وچ دُکھیاری اے

ایس بستی نوں کی کہندے نیں جتھے ظالم شامی رہندے نیں
کیوں زینبؑ نوں غش پیندے نیں کیوں روندا خون مہاری اے

شہزادی آئی کوفے۔۔۔۔

بی بی پیڑ کناں نوں کہندی نئیں آ بابل کہوں ریندی نئیں
منہ اوں نام حسینؑ دا لیندی نئیں جیا خوف شمر دا طاری اے

اِسلام تے ویلا چین دا اے، اے کرم نثار حسینؑ دا اے
احسان حسینؑ دی بھین دا جہیے روندیاں عمر گزاری اے

سوز:بشیر حسین اسدی

کل دور علیؑ دا سی

کل دور علیؑ دا سی وچ کوفے امیرانہ
اج کوفے دے وچ زینبؑ آئی اے اسیرانہ

بابے دی امیری سی بیٹی دی اسیری اے
او دور سی شاہانہ یہ حال فقیرانہ

دروازے تے زنداں دے اک قیدی نمازی اے
دن رات کرے سجدے ، سجدے وچ شکرانہ

رفتار توں عابدؑ دی دسدا اے نوا قیدی
گفتار کرے ظاہر انداز شریفانہ

ہوکے بھر بھر کے تے غش کر گئی رو رو کے
سنڑیاں جد زینبؑ نے دربار دا طلبانہ

شبیرؑ دی یا مولاؑ ہمشیر نہ مر جاوے
اک دم ہے مہاری دا سب دیس ہے بیگانہ

کل دور علیؑ دا۔۔۔۔۔

نیزے تے ویر دا سر سنگ بھین اے بے چادر
شبیرؑ شمع رب دی ہمشیر اے پروانہ

حالت دلِ مادر دی تو جانے خداوندا
جس نے علی اکبرؑ نوں بن ویکھیا نہ گھانہ

وچ حشر نثارؔ اودے رہ جاندے کئی پردے
چادر جے کوئی مسلم کر دیندا جے نذرانہ

سوز:بشیر حسین اسدی

غیرت کو بتا تیری مسلماں کیا ہوا

غیرت کو بتا تیری مسلمان کیا ہوا
بازارِ شام اور سرِ زینبؑ کھُلا ہوا

زینبؑ کی یادگار ہے دربارِ شام میں
اندازِ مرتضیٰؑ میں وہ خطبہ پڑھا ہوا

زنجیر ہاتھ پاؤں میں گردن میں طوق ہے
اِک سمت سر جھکائے ہے عابدؑ کھڑا ہوا

مارے ہیں تازیانے جو زینبؑ کو شقی نے
پہلو پہ زخم زہراؑ کا پھر سے ہرا ہوا

طوق گراں گلے میں پاؤں میں بیڑیاں
تیار سارباں ہے سفر کو کھڑا ہوا

سائے میں تازیانے کے گردن جھکی رہی
سجدہ قدم قدم پہ خدا کا ادا ہوا

غیرت کو بتا۔۔۔۔

ہر سمت در و بام سجایا ہے کس لیے
ہے کس خوشی میں آج یہ میلہ لگا ہوا

زہراؑ کی بیٹیوں کا تماشہ ہے دیکھتی
کچھ پاسِ مصطفےؐ نہیں امت کو کیا ہوا

دیکھو نجف سے آ کر یہ منظر بھی یا علیؑ
شہزادیاں اسیر ہیں یہ کیا ستم ہوا

دربار میں یزید کے حرموں کو دیکھ کر
عابدؑ کی چشمِ نم میں لہو ہے بھرا ہوا

آزاد ہوگئی ہے سکینہؑ تو قید سے
بے وارثوں میں نوحہ و ماتم بپاہ ہوا

آ کے سکینہؑ مر گئی زندانِ شام میں
میت پہ سر جھکائے ہے عابدؑ کھڑا ہوا

غیرت کو بتا۔۔۔۔۔

پھیلائے ہوئے ہاتھ یہ کچھ مانگ رہا ہے
آقا ہے نثار آپ کے در پہ کھڑا ہوا

سوز: بشیر حسین اسدی

کیا کیا ستم سہے ہیں بیمارِ کربلا نے

کیا کیا ستم سہے ہیں بیمار کربلؐا نے
اُس ناتواں پہ برسے افسوس تازیانے

اُمت نے قتل کر کے تن پر عبا نہ چھوڑی
مٹی اُڑا کے ڈھانپا شبیرؑ کو ہوا نے

شاید کہ سو گیا ہے وہ منزلوں کا مارا
آیا ہے ایک ظالم زنجیر کو ہلانے

کوفہ کے بام و در کیا آنے لگے نظر میں
کیوں سر جھکا لیا ہے ہر ایک بے ردا نے

نانا کے کلمہ گو آئے ہیں لے کے رسی
پھیلا دیئے ہیں بازوں ناموسِ مُصطفےٰؐ نے

چشمِ فلک نے جن کا سایہ کبھی نہ دیکھا
اُن کو کچہریوں میں ظالم لگے بلانے

کیا کیا ستم سہے۔۔۔۔

پانی سکینہؑ جاں کو کس رحم دِل نے بخشا
بھائی کی بیڑیوں پر بی بیؑ چلی گرانے

گزری ہے قتل گاہ سے دیکھا سکینہؑ جاں نے
سینہ اخی کا بابا قاتل چچا کے شانے

ہو کر اسیر آئیں بنت نبیؐ کی بیٹی
اور دیکھ کر مسلماں میلہ لگے منانے

تھا کرسیوں پہ بیٹھا سفیان کا گھرانہ
زینت زمیں کو بخشی اولادِ مرتضیٰؑ نے

خود مر کے اور لُٹ کے دیں کو حیات بخشی
احسان ہے یہ تیرا اے فاطمیؑ گھرانے

جن و بشر کو بیشک حیران کر دیا ہے
شبیرؑ کو وفا نے اور غیر کی جفا نے

کیا کیا ستم سہے۔۔۔۔

آلِ رسولؐ علیٰ ہے نور کا سفینہ
ایماں نثارؔ ہے یہ مانے نہ کوئی مانے

سوز: فضل حسین اسد

بے ردا منزلاں تے پیشیاں ہمشیر دیاں

بے ردا منزلاں تے پیشیاں ہمشیر دیاں
نیزے تے اکھیاں رہیاں روندایاں شبیرؑ دیاں

وال سن سین سکینہؑ دے تے ہتھ ظالم دا
زلفاں والیـــــــل دیاں انگلیاں بے پیر دیاں

بل گئے دیوے تے بُوچھاڑ ہوئی پتھراں دی
خاطراں ہوئیاں نیں اے وارث تطہیر دیاں

دوویں ہتھ سینے تے سن آخری ویلے صغریٰؑ
اکھیاں سن پاسے مدینے دے تیرے ویر دیاں

صغریٰؑ کہندی سی نئیں ماریاں بیماری نے
مینوں تے مار گئیاں تانگاں میرے ویر دیاں

دے ویں غسال مہاری نوں غسل ہتھ پولے
نیل نیں کوڑیاں دے لاساں نے زنجیر دیاں

بے ردا منزلاں۔۔۔۔۔

پُشت سجادؑ اُتے ویکھ لیاں صغریٰؑ نے
جس طرح ہوندیاں نے سطراں کسے تحریر دیاں

جاں نثار اپنی کرن واسطے بی بی زینبؑ
ماتمی ٹولیاں حاضر نیں تیرے ویر دیاں

سوز:بشیر حسین اسدی

اُجڑے ویڑے آکے چھیڑی زینبؑ پیاسے ویر دی گل
سن کے صغریٰؑ نہ مر جائے نانے دی تصویر دی گل

باب ۲۔۳: اہل حرمؑ کی وطن واپسی

گر پڑی غش ہو کے زینبؑ قبر پہ ماں کی نثارؔ
کب تلک ماں کو سناتی وہ ستم کی داستاں

میں داستاں سناواں مظلوم بیبیاںؑ دی

میں داستاں سناواں مظلوم بیبیاںؑ دی
دے دے زباں خدایا بیمار ساربا‌ں دی

ہتھ مل کے آکھے صغریٰؑ ویراں نے توں نہ آئیوں
میں من کے روز منتاں دیوے رئی جلاں دی

جے اونٹ کوئی اڑ دا یا ڈر کے پیر تر دا
حرماںؑ دی گرداناں نوں کھچ پیندی ریسماں دی

اک پاسے شادیانے اک پاسے مولا جان اے
بالاں دیاں نے چیکاں جنکار بیڑیاں دی

دل پارہ طوق بھاراں سجادؑ ڈولدا اے
ڈگ پئے تاں اودے وسدی برسات کوڑیاں دی

صغریٰؑ دی زندگی دا گُل ہو نہ جاوے دیوا
ویرا اے لوڑ مینوں تیرے دلاسیاں دی

میں داستاں سناواں۔۔۔۔۔

گینڑ دی اے لاشے لاشے کہندی اے واحسینؑا
کالے لباس والی سردار سوگیاں دی

بڈھرا نثار ہو کے بن بیٹھا رب دا بندہ
اک عمر پہلے پوجا کر دا رہیا بوتاں دی

سوز: بشیر حسین اسدی

چھاؤں ملی نہ سایہ

راہوں میں ساربان کو چھاؤں ملی نہ سایا
بے تاب دھوپ میں ہے زنجیر کا ستایا

زینبؑ کے سر میں اب تک ہے ریت کربلا کی
رسی نے بازوں میں کالا نشاں بنایا

جانا کچہریوں میں چھوٹا نہ بیبیوںؑ کا
ایسا کسی عدو نے دربار میں بلایا

کہتے ہیں منزلوں میں ماؤں سے رو کے بچے
امی وطن مدینہ کیوں اب تلک نہ آیا

پہچان لینا صغریٰؑ اب اپنے کارواں کو
اِس قافلے میں بی بیؑ کوئی نہیں پرایا

پرسہ ملا نبیؐ کو زہرہؑ کو اور حسنؑ کو
قبرِ علیؑ پہ کوئی پرسہ نہ لے کے آیا

راہوں میں ساربان۔۔۔۔۔

شوہر بچے نہ بھائی سسرال اور نہ میکے
بیمار تیرا بھائی رانڈوں کو ساتھ لایا

پردیسیوں کی قبروں میں تُربت سکینہؑ
کس نے ہیں پھول ڈالے کس نے دیا جلایا

زہراؑ کو یاد آیا پہلو کا کوئی صدمہ
دُرّے کا نیل ماں کو زینبؑ نے جب دکھایا

اُجڑے گھروں میں گونجی آواز ہائے اکبرؑ
صغریٰؑ کو جب پھوپھی نے رو کر گلے لگایا

زندان میں سکینہؑ کی داستان سن کر
صغریٰؑ بھی مر نہ جائے حافظ ہے تو خدایا

حافظ نثار مل کر دِکھلائیں تو محافظ
نوکِ سناں پہ جس نے قرآن ہو سُنایا

سوز: فضل حسین اسد

فاطمہؑ کی قبر پہ بنت علیؑ ہے نوحہ خواں

فاطمہؑ کی قبر پہ بنت علیؑ ہے نوحہ خواں
ماں سے بیٹی کہہ رہی ہے کربلا کی داستاں

یوں پڑھی فرزند تیرے نے نمازِ آخری
قبلہ رو سجدہ میں سر حلقوم پر خنجر رواں

بعد قتل شاہِ دین ہر سو اندھیرا چھا گیا
آندھیاں اٹھیں فضاء میں خون رویا آسماں

امی دستارِ یتیمی یوں بندھی سجادؑ کو
بیڑیاں پاؤں میں اور گردن میں تھا طوقِ گراں

لے چلے سُنسان راہوں سے ہمارا قافلہ
سامنے منزل نہ کوئی اور منزل کا نشاں

دہکتی چنگاریاں تھیں یہاں کے ذرے ریت کے
اُس پہ وہ پرخار راہیں تھا برہنہ پا ساربان

فاطمہؑ کی قبر پہ-----

کٹ گئے غازیؑ کے بازو اور میں تکتی رہی
تیر اصغرؑ کے لگا اکبرؑ کے سینے میں سناں

جل گئے خیمے سروں سے چادریں بھی چھین لیں
تازیانے اس قدر برسے تھا محشر کا سماں

آنسوؤں میں خون کے پنہاں تھا صدمہ اور ہی
دہکتے دِل کی آگ تھی جس سے نہیں اُٹھتا دُھواں

گود خالی ہے ہر اِک کی اور سروں میں خاک ہے
آ گیا لُٹ کے گھروں میں مصطفیٰؐ کا کارواں

تھی پھوپھی سے پوچھتی صغراؑ بتاؤ کچھ مجھے
کیا ہوئے عونؑ و محمدؑ قاسمؑ و اکبرؑ کہاں

گر پڑی غش ہو کے زینبؑ قبر پہ ماں کی نثار
کب تلک ماں کو سناتی وہ ستم کی داستاں

سوز: تنویر حسین بشیر

اُجڑے ویڑے آکے چھیڑی

اجڑے ویڑے آکے چھیڑی زینبؑ پیاسے ویر دی گل
سُن کے صغریٰؑ نہ مر جاوے نانے دی تصویر دی گل

دریا دریا ساحل ساحل بستی بستی جنگل جنگل
آکے سنائی منزل منزل زینبؑ پیاسے ویر دی گل

آکھدی زینبؑ تے غش کھاندی غازیؑ جیواندا میں مر جاندی
جے مر جاندی تے نہ سن دی مشک پروتے تیر دی گل

قبر بنا کے تازی تازی رب اپنے نوں کر کے راضی
سجدے جھکیا پاک نمازی فیر چھیڑی شمشیر دی گل

وین کرے زینبؑ کرُ لاوے کوئی نہ میری چادر لاوے
پاک نبیؐ دے واسطے پاوے سن دا کون اسیر دی گل

ماتم کردی سر نوں کھوندی صغریٰؑ صغریٰؑ کہہ کے روندی
بھین یوسفؑ دی جے سُن لیندی اکبرؑ دی ہمشیر دی گل

اُجڑے ویڑے۔۔۔۔۔

آخری ویلے زہراؑ جایا زین توں فرش زمین تے آیا
جانے رب کی راہ وچ ہوئی تیراں نال شبیرؑ دی گل

لُٹ دا بھاویں سہرا مہندی قبر وی بھاویں اِک نہ رہندی
کاش کدی تاریخ نہ کہندی زینبؑ دی تشہر دی گل

وچ زندان دے سین سکینہؑ لبدی لبدی پئیو دا سینہ
خاک تے سو گئی کہندی کہندی بابل پاک شبیرؑ دی گل

صغرٰی سن دی گل اصغرؑ دی نالے وین تے ماتم کر دی
زینبؑ چپ کر گئی جد آئی صغرٰی دی تحریر دی گل

ویکھ نثار عجب رویہ آکھدی سی اُولاد اُمیہ
تیغاں تیراں رسیاں والی ساری سی تقدیر دی گل

سوز: بشیر حسین اسدی

یثرب میں کربلا میں بغداد و سامرہ میں
افسوس پھول بکھرے زہراؑ تیرے چمن کے

باب ۳۔۳: قیدی میّت

کیوں آلِ محمدؐ کے لئے وقف جہاں میں
تلوار ہے زندان ہے اور زہرِ دغا ہے

یہ ساتویں مظلوم کا تابوت اُٹھا ہے

یہ ساتویں مظلوم کا تابوت اُٹھا ہے
زندان میں ظالم نے جسے زہر دیا ہے

زندان میں تنہائی میں اور رات میں کاظمؑ
دم بی بی سکینہؑ کی طرح توڑ گیا ہے

کرتی تھی بہن صاف ردا سے رخِ شبرؑ
موسیٰؑ کی نہ زینبؑ ہے نہ زینبؑ کی ردا ہے

ہے مثلِ حسین ابنِ علیؑ لاش بے وارث
اور رنگِ بدن مثلِ حسنؑ سبز قبا ہے

زنجیروں سے جکڑا ہوا لاشہ بھی ہے قیدی
رکھوا دیا رستے میں انوکھی یہ جفا ہے

اب تو تیرے پاؤں میں نہیں بیڑیاں عابدؑ
آ دیکھ تیرے پوتے پہ کیا وقت پڑا ہے

یہ ساتویں مظلوم۔۔۔۔

حاکم سے کسی ایک بھی مسلم نے نہ پوچھا
موسیٰؑ کی سزا کیسی ہے کیا اسکی خطا ہے

کیوں آلِ محمدؐ کے لئے وقف جہاں میں
تلوار ہے زندان ہے اور زہرِ وغا ہے

سوز: بشیر حسین اسدی

اختتامیہ

میدان ہے محشر کا عدالت پہ خدا ہے

میدان ہے محشر کا عدالت پہ خدا ہے
اِنصاف طلب بنتِ رسولِ دُوسراؐ ہے

اے عادل مطلق میں تیرے پیش ہوں کرتی
اُمت نے ہمیں اجرِ رسالت جو دیا ہے

یہ مُجھ پہ ستم ڈھایا ہے دروازہ گرا کے
پہلو ہی میں بچے کا میرے خون کیا ہے

عباسؑ کے بازو ہیں اُٹھائے ہوئے زہراؑ
اِک چھوٹا سا کرُتا ہے تو وہ خون میں بھرا ہے

خونِ رگِ شبیرؑ کی بالوں میں ہے سُرخی
سر فاطمہ زہراؑ کا سرِ حشر کھلا ہے

میدان ہے محشر کا۔۔۔۔۔

حمزہ کا کلیجہ تو چبایا تھا احد میں
عاشور کو اکبرؑ کا جگر چاک کیا ہے

ویران ہے جھولا جو اُٹھائے ہوئے بانوؑ
اور تیر سے ٹوٹا ہوا اصغرؑ کا گلا ہے

وہ زینبؑ و کلثومؑ رسن بستہ کھڑی ہیں
اور طوق گراں بار میں عابدؑ کا گلا ہے

دربار میں فاسق کے گئیں بیٹیاںؑ میری
یہ دین بچانے کا صلہ اُن کو ملا ہے

اے بار الٰہی دیکھ میرے لال کا سجدہ
گردن پہ چھری لب پہ تیری حمد و ثنا ہے

بے گور و کفن رن میں پڑے رہ گئے لاشے
اور قافلائے آلِ نبیؐ پیشِ خدا ہے

میدان ہے محشر کا۔۔۔۔

تطہیر سے ڈھانپا تیرے محبوب نے جن کو
اور اُمتِ بے شرم نے بے پردہ کیا ہے

بے جرم و خطا مارے سکینہؑ کو تماچے
ہیں خوں بھرے کان تو رسی میں گلا ہے

شاید یہ میرا آخری نظرانہ ہو بی بیؑ
کر لیں اِسے منظور یہ عاجز کی دُعا ہے

محشر میں نثارؔ آوٗں تو ہو خاک بھرا سر
اس حال میں بی بیؑ سے مِلوں میری دُعا ہے

سوز: گلزار گاری

قیامت وچ نثارؔ اِک وار قیامت ہور ہووے گی
جدوں بھریا لہو دا جامعہ شبیرؑ آوے گا

مظلوم نوں ساہ نئیں لین دتی

کدی لاش قاسمؑ دی لین گیا کدی علم عباسؑ دا لے آیا
مظلوم نوں ساہ نئیں لین دتی پئی پھیرے موت پواندی اے

رکھدا اے اک لاش تے ڈگدا اے رن وچ دوسرا
دے قضا وقفہ ذرا دم لین دے شبیرؑ نوں

موت کو فرصت نہیں اور شاہ دل تھامے ہوئے
لاشہ اِک لاتے ہیں تو گرتا ہے رِن میں دُوسرا

پیاسے کو قضاء سانس بھی لینے نہیں دیتی
لایا ہے ابھی لاش ابھی لینے چلا ہے

لاتا ہے لاشے پہ لاشہ تاجدارِ کربلا
دیکھتی ہے شاہؑ کی ہمشیرؑ سارا ماجرا

التماسِ دعا